گیارھویں کیا ھے؟

ترتیب۔ خلیل احمد رانا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے عاص بن وائل نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے سو غلام آزاد کیے جائیں تو اُس کے بیٹے ھشام نے پچاس غلام آزاد کردیئے، اس کے دوسرے بیٹے عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاہا کہ باقی پچاس غلام آزاد کردے، وہ کہتے ہیں یہاں تک کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میرے باپ نے سو غلام آزاد کرنے کی وصیت کی تھی اور ھشام نے پچاس غلام آزاد کر بھی دیئے ہیں اور باقی پچاس غلام رہتے ہیں، میں وہ آزاد کردوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

"انہ لو کان مسلم فاعتقتم عنہ ا و صد قتم عنہ او حججتم عنہ بلغۃ ذالک ۔ رواہ ابوداؤد" (مشکوٰۃ باب الوصایا، مطبوعہ ملتان، ص ۲٦٦)

"اگر وہ مسلمان ہوتا تو پھر تم اُس کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا اُس کی طرف سے کوئی صدقہ کرتے یا اُس کی طرف سے حج کرتے تو اُس کو ثواب (فائدہ) پہنچتا"۔

دوسری حدیث جس کے راوی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

کل معروفٍ صدقۃٌ رواہ امام احمد، امام ترمذی

(مشکوٰۃ باب فضل الصدقۃ ، ص ١٦٨)

"ہر کارِ خیر صدقہ ہے"

فرض، واجب کا ثواب ایصال نہیں ہوسکتا، صدقات نافلہ کا ثواب ایصال ہوسکتا ہے، اب حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سامنے رکھا جائے تو فوت شدگان کی دو قسمیں ہوگئیں، ایک قسم تو کافروں اور نام نہاد مسلمانوں کی اور دوسری قسم صحیح العقیدہ مسلمانوں کی، پہلی قسم کو ایصال ثواب کرنا بے کار اور فضول خرچی ہے اور اُن کے ورثا کو اس فضول خرچی سے واقعی ہی گریز کرنا چاہیئے اور وہ گریز کرتے بھی ہیں، جب کہ فوت شدگان کی دوسری قسم کو ہر قسم کے صدقات نافلہ کا ثواب پہنچ سکتا ہے اور اُن کے ورثا بھی الحمد للہ اُن کو ایصال ثواب کرنے سے گریز نہیں کرتے۔

راستے میں پڑے ہوئے پتھر یا کانٹوں کو لوگوں کے آرام کی غرض سے ہٹا دینا کہ گزرنے والوں کو تکلیف نہ ہو اور یہ نیت کرلینا کہ اے اللہ کریم میرے اس عمل کا ثواب فلاں فوت شدہ کو پہنچے، تو جائز ہے درست ہے، ایصال ثواب کے لئے کوئی ایک طریقہ مخصوص سمجھنا نادانی اور جہالت ہے، یہی وجہ ہے کہ مسلمان ابتداء ہی سے مختلف انداز میں ایصال ثواب کا اہتمام کرتے رہے، کررہے ہیں اور کرتے رہیں گے، موجودہ دور میں ایصال ثواب کے پروگرام مختلف ناموں سے جانے اور پہچانے جاتے ہیں، جن میں ایک نام "گیارھویں" کا بھی آتا ہے، حضور غوث اعظم سیّدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ (غوث اعظم اور رضی اللہ عنہ کہنے کی وضاحت مضمون کے آخر میں کردی گئی ہے) سے عقیدت ومحبت کی وجہ سے ہر اسلامی مہینے کی گیارہ تاریخ کو مسلمان آپ کی روح کو ایصال ثواب کرتے ہیں، گیارہ تاریخ کو ایصال ثواب کرنے کی وجہ سے اس ایصال ثواب کا نام "گیارھویں" مشہور ہوگیا، اور مہینے کی گیارہ تاریخ کو مقرر کرنے کا

مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ اپنی سہولت کے لئے اور یہ کہ اس کا اہتمام یاد رہے، اس کے علاوہ یہ مقصد ہرگز نہیں کہ اس دن کے سوا ثواب پہنچتا ہی نہیں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ برصغیر پاک وہند میں حضور سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی تاریخ گیارہ ربیع الثانی مشہور ہے، اہل سنت ہر سال گیارہ ربیع الثانی کو آپ کے عرس یعنی یوم وصال کے دن آپ کی روح کو ایصال ثواب کرتے ہیں، بعض بزرگوں کے نزدیک آپ کے وصال کی تاریخ نو ربیع الثانی ہے، برصغیر پاک وہند میں ہر اسلامی مہینہ کی گیارہ تاریخ کو آپ کی روح کو ایصال ثواب کیا جاتا ہے، یعنی ایصال ثواب میں کوئی بندش نہیں ہے، چاہے ہر سال ایصال ثواب کیا جائے، چاہے ہر مہینہ، چاہے ہر روز کیا جائے، اسلام میں سال کے سارے دنوں میں ایصال ثواب کیا جا سکتا ہے۔

فوت شدگان کے لئے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہے، نام بدلنے سے کوئی خرابی نہیں آتی، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں تعلیم گاہ کا نام "صُفہ" تھا، اب اس کے کئی نام ہیں مثلاً مدرسہ، مکتب، اسکول وغیرہ، گیارھویں کا ایصال ثواب کے علاوہ کوئی اور مطلب ومفہوم نہیں، باقی ہر قسم کے اعتراضات، شکوک وشبہات من گھڑت اور بے بنیاد ہیں۔

مسلمانان اہل سنت اس ایصال ثواب کو فرض، واجب اور سنت نہیں سمجھتے، نہ ہی اہل سنت کے کسی معتبر ومستند عالم دین کی تحریر میں ایسا ملے گا، اہل سنت صرف اسے مستحسن یعنی ایک اچھا فعل سمجھتے ہیں، کسی مسلمان کو ایصال ثواب کرنا اچھا فعل ہی ہے، بُرا کام نہیں، باقی جھوٹے الزامات لگا کر یا کسی جاہل کے فعل کو دیکھ کر مسلمانوں کے متعلق بدگمانی کرنا اچھا نہیں۔

حافظ صلاح الدین غیر مقلد، ایڈیٹر ہفت روزہ الاعتصام، لاہور، اپنی کتاب "قبر پرستی" میں لکھتے ہیں:

> "گیارہویں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی خوشنودی کے لئے کی جاتی ہے اور اس میں یہ عقیدہ کارفرما ہوتا ہے کہ گیارہویں سے حضرت پیر صاحب خوش ہوں گے، جس سے ہمارے کاروبار میں ترقی ہوگی، ہماری حاجات پیر صاحب پوری فرمائیں گے اور اگر ہم نے گیارھویں میں کوتاہی کی تو پیر صاحب ناراض ہوں گے، جس سے ہمارا کاروبار ٹھپ ہو جائے گا اور ہماری حاجات پوری ہونے سے رہ جائیں گی"۔
>
> (ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث، لاہور، شمارہ ۱۹، ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۷ء)
>
> (صلاح الدین یوسف، قبر پرستی، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۲ء، ص ۱۴۶)

حافظ صلاح الدین صاحب نے الزام لگاتے ہوئے یہ نہیں بتایا کہ اہل سنت کی فلاں کتاب میں یہ عقیدہ لکھا ہے، یا فلاں مستند عالم دین یا مفتی نے یہ کہا ہے، بس یہ غیر مقلدین ایسے ہی بہتان لگا کر اور مفروضے قائم کر کے اہل سنت کے معمولات کا مذاق اُڑاتے رہتے ہیں، تاکہ مسلمانوں میں انتشار اور تفرقہ بازی ختم نہ ہو سکے۔

قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی رو سے مومن کے حق میں بدگمانی حرام ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

یایھاالذین امنو اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم

(سورہ الحجرات: ۱۲)

ترجمہ۔ اے ایمان والو اکثر گمانوں سے بچو بے شک بعض گمان گناہ ہیں۔

حدیث شریف میں ہے:

ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث

(بخاری شریف، جلد۲، ص ۸۹۶)

ترجمہ۔بدگمانی سے دور رہو بدگمانی بدترین جھوٹ ہے۔

دوسری حدیث میں ہے:

افلا شققت عن قلبه حتی تعلم اقالها ام لا

(مسلم شریف، جلد۲، ص ۳۲۶)

ترجمہ۔تونے اس کے دل کو چیر کر کیوں نہ دیکھ لیا کہ تجھے معلوم ہوجاتا کہ اس نے (دل سے کلمہ کہا ہے یا نہیں)۔

گیارھویں صالحین کی نظر میں

حضرت محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب "ماثبت من السنۃ" میں لکھتے ہیں کہ:

میرے پیرومرشد شیخ عبدالوہاب متقی مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نوربیع الثانی کو حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا عرس کرتے تھے" بے شک ہمارے ملک میں آج کل گیارہویں تاریخ مشہور ہے اور یہی تاریخ آپ کی ہندی اولاد ومشائخ میں متعارف ہے"۔

(ماثبت من السنۃ، (اردو ترجمہ) مطبوعہ اعتقاد پبلشنگ حاؤس دہلی ۱۹۸۸، ص ۱۶۷)

حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی دوسری تصنیف "زاد المتقین فی سلوک طریق الیقین" میں لکھتے ہیں:

"حضرت غوث پاک کا عرس نویں ربیع الآخر کو کیا جاتا ہے، بہجۃ الاسرار کی روایت کے مطابق یہی صحیح تاریخ ہے، اگرچہ ہمارے دیار میں گیارھویں تاریخ مشہور ہے"۔

(زاد المتقین فی سلوک طریق الیقین، اردو ترجمہ، مطبوعہ الرحیم اکیڈمی لیاقت آباد کراچی ۱۹۹۸، ص ۱۲۵)

گیارہ ربیع الثانی کو حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس منانا بزرگوں کا معمول رہا ہے، چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تصنیف "اخبار الاخیار" میں لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ امان اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۹۷ھ) گیارہ ربیع الثانی کو حضرت غوث پاک کا عرس کرتے تھے۔

(اخبار الاخیار (اردو ترجمہ)، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی، ص ۴۹۸)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ غیر مقلدین کی نظر میں

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی (متوفی ۱۳۰۷ھ/۱۸۹۰ء) لکھتے ہیں:

"ہندوستان میں مسلمانوں کی فتوحات کے بعد ہی سے علم حدیث معدوم تھا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس سرزمین میں اپنا فضل واحسان کیا اور یہاں کے بعض علماء جیسے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کو اس علم سے نوازا، شیخ ہندوستان میں علم حدیث کو لانے اور اس کے باشندوں کو اس کا فیض عام کرنے والے پہلے شخص ہیں"۔

(دو روشن ستارے، از عبدالرشید عراقی، مطبوعہ لاہور ۲۰۰۰، ص ۹۰، بحوالہ "الحطہ فی ذکر صحاح الستہ، از نواب صدیق حسن خاں، ص ۷۰)

مسعود عالم ندوی (متوفی ۱۳۷۳ھ) لکھتے ہیں:

"ان (شیخ عبدالحق محدث دہلوی) کی ذات سے شمالی ہند میں علم حدیث کی زندگی ملی اور

سنت نبوی کا خزانہ ہر خاص و عام کے لئے عام ہوگیا..... ہم آج ان کے شکر گزار ہیں اور علمی خدمات کا دل سے اعتراف کرتے ہیں"۔

(دو روشن ستارے، از عبد الرشید عراقی، مطبوعہ لاہور، بحوالہ الفرقان، لکھنؤ، شاہ ولی اللہ نمبر، ص ۳۷)

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (متوفی ۱۹۵۶ء)، شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"مجھ عاجز کو آپ کے علم و فضل اور خدمتِ علم حدیث اور صاحب کمالات ظاہری و باطنی ہونے کی وجہ سے حُسنِ عقیدت ہے، آپ کی کئی تصانیف میرے پاس موجود ہیں جن سے میں بہت سے علمی فوائد حاصل کرتا رہتا ہوں"۔

(تاریخ اہل حدیث، مطبوعہ مکتبہ الرحمٰن سرگودھا (پنجاب)، ص ۲۷۸)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ علماء دیوبند کی نظر میں

اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

"بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گزرے ہیں کہ خواب یا حالتِ غیبت میں روزمرہ ان کو دربار نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی، ایسے حضرات صاحب حضوری کہلاتے ہیں، انہیں میں سے ایک حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی ہیں کہ یہ بھی اس دولت سے مشرف تھے اور صاحب حضوری تھے"۔

(عبد الحلیم چشتی فاضل دار العلوم دیوبند، فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۴ء، ص ۲۲۱۔ بحوالہ الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ، اشرف المطابع، تھانہ بھون (ضلع مظفر نگر، یوپی، بھارت) ۱۹۴۱ء، ج ۷، ص ۹)

آیۃ اللہ، حجۃ اللہ، سراج الہند حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ گیارھویں کے متعلق فرماتے ہیں:

"حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارکہ پر گیارھویں کو بادشاہ وغیرہ شہر کے اکابر جمع ہوتے، نماز عصر کے بعد مغرب تک کلام اللہ کی تلاوت کرتے اور حضرت غوثِ اعظم کی مدح اور تعریف میں منقبت پڑھتے، مغرب کے بعد سجادہ نشین درمیان میں تشریف فرما ہوتے اور ان کے اردگرد مریدین حلقہ بگوش بیٹھ کر ذکر جہر کرتے، اسی حالت میں بعض پر وجدانی کیفیت طاری ہوجاتی، اس کے بعد طعام شیرینی جو نیاز تیار کی ہوتی، تقسیم کی جاتی اور نماز عشا پڑھ کر لوگ رخصت ہوجاتے"۔

(ملفوظات عزیزی (فارسی) مطبوعہ میرٹھ، یوپی۔ بھارت، ص ۶۲)

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ
علماء دیوبند و غیر مقلدین کی نظر میں

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی لکھتے ہیں:

"شاہ عبد العزیز بن شیخ اجل ولی اللہ محدث دہلوی بن شیخ عبد الرحیم عمری رحمہم اللہ، استاذ الاساتذہ، امام نقاد، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف اور دیار ہند کے خاتم المفسرین و محدثین اور اپنے وقت میں علماء و مشائخ کے مرجع تھے، تمام علوم متداولہ اور غیر متداولہ میں خوب فنونِ

عقلیہ ہوں یا عقلیہ، ان کو جو دستگاہ حاصل تھی وہ بیان سے باہر ہے"۔

(اتحاف النبلاء، مطبوعہ کانپور ۱۲۷۸ھ، ص ۲۹۶)

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں!

"بڑے بڑے علماء آپ کی شاگردی پر فخر کرتے ہیں اور فضلاء آپ کی تصنیف کردہ کتابوں پر کامل بھروسہ رکھتے ہیں"۔

(تاریخ اہل حدیث، مطبوعہ سرگودھا، سن طباعت ندارد، ص ۴۲۸)

مولوی سرفراز خاں صفدر (گوجرانوالہ) لکھتے ہیں!

"بلاشبہ مسلک دیوبند سے وابستہ جملہ حضرات شاہ عبدالعزیز صاحب کو اپنا روحانی پیشوا تسلیم کرتے ہیں اور اس پر فخر بھی کرتے ہیں، بلاشبہ دیوبندی حضرات کے لیے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کا فیصلہ حکم آخر کی حیثیت رکھتا ہے"۔

(اتمام البرہان، حصہ اول، مطبوعہ گوجرانوالہ ۱۹۸۱ء، ص ۱۳۹)

حضرت شیخ عبدالوہاب متقی کی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ امان اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، یہ تمام بزرگ دینِ اسلام کے عالم و فاضل تھے اور ان کا شمار صالحین میں ہوتا ہے، ان بزرگوں نے گیارہویں شریف کا ذکر کر کے کسی قسم کا شرک و بدعت کا فتویٰ نہیں دیا۔

صلحاء کا طریقہ جائز ہوتا ہے
غیر مقلدین کا فتویٰ

اب ہم غیر مقلدین کے مشہور عالم مولوی ثناء اللہ امرتسری کے فتوے نقل کرتے ہیں جن میں انہوں نے صالحین کے طریقہ کار کو جائز اور درست لکھا ہے۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری سے سوال کیا گیا کہ چینی کی رکابیوں (پلیٹوں) پر جو لوگ عربی وغیرہ لکھ کر بیماروں کو پلاتے ہیں، یہ درست ہے یا نہیں؟

مولوی صاحب جواب میں لکھتے ہیں کہ:

"آیات قرآنی کو لکھ کر پلانا بعض صلحاء نے جائز لکھا ہے"

(اخبار اہل حدیث، امرتسر ۲۲ محرم ۱۳۶۲ھ)

(فتاویٰ ثنائیہ، جلد ثانی، باب ہفتم مسائل متفرقہ، مرتب، مولانا محمد داؤد راز، مطبوعہ ادارہ ترجمان السنہ، ۷۔ ایبک روڈ لاہور، ص ۶۸)

مولوی صاحب سے ایک سوال کیا گیا کہ "جو لوگ تعویذ وغیرہ لکھ کر باندھتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ (میر عظمت اللہ، مدراس)

مولوی صاحب جواب میں لکھتے ہیں کہ:

"تعویذ کا مضمون اگر قرآن وحدیث کے مطابق ہو یعنی شرکیہ نہ ہو تو بعض صلحاء بچوں کے گلے میں ڈالنا جائز کہتے ہیں"۔ اللہ اعلم (اہل حدیث، ۲۹ محرم ۱۳۶۲ھ)

(فتاویٰ ثنائیہ، جلد ثانی، باب ہفتم مسائل متفرقہ، مرتب، مولانا محمد داؤد راز، مطبوعہ ادارہ ترجمان السنہ، ۷۔ ایبک روڈ لاہور، ص ۶۸)

الحمدللہ ان دونوں فتوؤں سے ثابت ہوا کہ جس کام کو صلحاء یعنی نیک لوگ جائز سمجھیں وہ کام جائز ہے، شرک و بدعت اور ناجائز نہیں ہے، حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی گیارہویں یعنی آپ کے لئے ایصال

ثواب کو صالحین نے جائز سمجھا ہے، تو ان کے فیصلہ کو ماننا چاہیئے اور امت مسلمہ پر شرک و بدعت کے فتوے لگا کر تفرقہ بازی سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

ایصال ثواب سے متعلق مولوی ثناء اللہ غیر مقلد سے ایک سوال کیا گیا کہ:

''میت کو ثواب رسانی کی غرض سے بہ ہیئت اجتماعی قرآن خوانی کرنا درست ہے یا نہیں؟''

مولوی صاحب جواب میں لکھتے ہیں کہ:

''بہ نیت نیک جائز ہے اگرچہ ہیئت کذائی سنت سے ثابت نہیں، میت کے حق میں سب سے مفید تر اور قطعی ثبوت کا طریق استغفار (بخشش مانگنا) ہے''

(فتاویٰ ثنائیہ، جلد ثانی، باب ششم کتاب الجنائز، مرتبہ، مولانا محمد داؤد راز، مطبوعہ ادارہ ترجمان السنہ، ۷۔ ایبک روڈ لاہور، ص ۵۱)

مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد نے یہ لکھا کہ ''بہ نیت نیک جائز ہے اگرچہ ہیئت کذائی سنت سے ثابت نہیں'' اہل سنت حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے لئے جو ایصال ثواب کرتے ہیں وہ نیک نیت سے ہی قرآن خوانی اور صدقہ وخیرات کرتے ہیں، اور بقول مولوی ثناء اللہ اگرچہ ایصال ثواب کی یہ شکل سنت سے ثابت نہ ہو پھر بھی جائز ہے۔

ایصال ثواب کی نیت سے گیارھویں جائز ھے

مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد کا فتویٰ

مولوی ثناء اللہ امرتسری سے سوال کیا گیا کہ :

''کل یہاں ایک جلسہ بنگلور کے مسلم لائبریری کا ہوا جس میں مولوی حاجی غلام محمد شملوی نے لیکچر دیا، دوران تقریر میں گیارھویں اور بارھویں میں برائے ایصال ثواب غرباء کو کھانا کھلانا جائز کہا ہے، آپ اس کے عدم ثبوت کے دلائل پیش کریں''۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد جواب میں کہتے ہیں کہ :

'' گیارھویں بارھویں کی بابت فریقین میں اختلاف صرف اتنی بات میں ہے کہ مانعین اس کو غیر اللہ سمجھ کر ما اہل لغیر اللہ میں داخل کرتے ہیں، اور قائلین اس کو غیر اللہ میں نہیں جانتے، مولوی غلام محمد صاحب نے دونوں کا اختلاف مٹانے کی کوشش کی ہوگی کہ گیارھویں بارھویں کا کھانا بغرض ایصال ثواب کیا جائے یعنی یہ نیت ہو کہ ان بزرگوں کی روح کو ثواب پہنچے نہ کہ یہ بزرگ خود اس کھانے کو قبول کریں، اس صورت میں واقعی اختلاف اُٹھ جاتا ہے، ہاں نام کا جھگڑا باقی رہ جاتا ہے کہ اس قسم کی دعوت کو گیارھویں بارھویں کہیں یا نذر اللہ کہیں، اس میں شک نہیں کہ شرع شریف میں گیارھویں بارھویں کے ناموں کا ثبوت نہیں، اس لئے یہ نام نہیں چاہیئے، فقط دعوت للہ فی اللہ کی نیت چاہیئے''۔

(فتاویٰ ثنائیہ، جلد ثانی، باب ہفتم مسائل متفرق، ص ۷۱، مطبوعہ ادارہ ترجمان السنہ، لاہور)

الحمد للہ اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی روح کو ایصال ثواب کیا جائے، منکرین اسے گیارھویں نہ کہیں، ایصال ثواب کہہ لیں، لیکن ایصال ثواب کریں تو سہی، یہ تو ایصال ثواب کرنے والوں پر بھی اعتراض کرتے ہیں تاکہ فرقہ بندی اور انتشار ختم نہ ہو اور پیٹ کا دھندہ چلتا رہے۔

ایصال ثواب کی نیت سے گیارھویں جائز ھے

مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی کا فتویٰ

مولوی رشید احمد گنگوھی سے سوال کیا گیا کہ :

''ایک شخص ہر مہینہ کی گیارہ تاریخ کو گیارہویں کرتا ہے نذر اللہ اور کھانا پکا کر غرباء اور امراء سب کو کھلاتا ہے اور اپنے دل میں یہ سمجھتا ہے کہ جو چیز نذر غیر اللہ ہو وہ حرام ہے اور میں جو گیارہویں کرتا ہوں یا توشہ کرتا ہوں کہ جو منسوب ہے بفعل حضرت بڑے پیر صاحب اور حضرت شاہ عبدالحق صاحب (ردولوی) کے، ہرگز ان حضرات کی نذر نہیں کرتا بلکہ محض نذر اللہ کرتا ہوں صرف اس غرض سے کہ یہ حضرات کیا کرتے تھے، ان کے عمل کے موافق عمل کرنا موجب خیر و برکت ہے، اور جو شخص ان حضرات کی یا اور کسی کی نذر کرے گا سوائے اللہ جل شانہ، وہ حرام ہے، کبھی حلال نہیں، تو اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایسے عقیدے والے کو گیارہویں یا توشہ (شاہ عبدالحق ردولوی چشتی) کا کرنا جائز ہے یا نہیں اور موجب برکت بھی ہے یا نہیں اور اس کھانے کو مسلمان دین دار تناول فرمائیں یا نہیں؟''

مولوی صاحب جواب میں لکھتے ہیں:

'' ایصال ثواب کی نیت سے گیارہویں کو توشہ کرنا درست ہے، مگر تعین یوم و تعین طعام کی بدعت اس کے ساتھ ہوتی ہے، اگرچہ فاعل اس یقین کو ضروری نہیں جانتا مگر دیگر عوام کو موجب ضلالت ہوتا ہے، لہذا تبدیل یوم و طعام کیا کرے تو پھر کوئی خدشہ نہیں''۔

(فتاویٰ رشیدیہ، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی، ص ۱۶۴)

دیوبندی فرقہ کے امام مولوی رشید احمد گنگوہی نے یہ تسلیم کرلیا کہ ایصال ثواب کی نیت سے گیارہویں کرنا درست ہے، رہا اعتراض تعین یوم اور تعین طعام کا، تو عرض ہے کہ اہلسنت تو سہولت کے پیش نظر دن مقرر کرتے ہیں، اسے تعین عرفی کہتے ہیں، اس کے متعلق یہ اعتقاد نہیں رکھتے کہ ایصال ثواب صرف گیارہ تاریخ کو ہی کیا جائے، اس دن کے علاوہ نہ کیا جائے، اور یہ اعتقاد بھی نہیں رکھتے کہ گیارہ تاریخ سے آگے پیچھے کسی اور تاریخ کو ثواب نہیں پہنچتا۔

تعین شرعی اور تعین عرفی

تعین شرعی اسے کہتے ہیں کہ کوئی شخص ایصال ثواب کے لئے دن مقرر کرلیتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ اس دن کے علاوہ ایصال ثواب نہیں ہوسکتا، یا جو ثواب اس وقت ہے وہ کسی اور وقت میں نہیں ہوسکتا، تو یہ تعین شرعی ہوگا، اس کے ناجائز ہونے میں کوئی شک نہیں، تعین شرعی شارع کی طرف سے ہی ہوسکتا ہے، کسی شخص کو اپنے طور پر مقرر کرنے کا کوئی حق نہیں۔

تعین عرفی اسے کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص بعض سہولتوں کے پیش نظر کوئی دن یا وقت ایصال ثواب کے لئے مقرر کرلیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ دوسرے اوقات میں بھی ایصال ثواب ہوسکتا ہے اور تمام اوقات میں ثواب یکساں پہنچتا ہے تو یہ تعین عرفی ہے، اسے ناجائز کہنا کسی طرح درست نہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے وعظ کے لئے جمعرات کا دن مقرر فرمایا تھا، لوگوں نے عرض کیا کہ آپ روزانہ وعظ فرمایا کیجئے، فرمایا تم کو تنگی میں ڈالنا مجھ کو پسند نہیں۔ (مشکوٰۃ، باب العلم)

ہر دن ہر تاریخ کو ایصال ثواب کیا جاسکتا ہے، گیارہویں یعنی ایصال ثواب چاہے دس تاریخ کو کریں، چاہے گیارہ کو، چاہے بارہ تاریخ کو، چاہے تیرہ تاریخ کو، کسی بھی تاریخ کو کرلیں، کسی دن بھی منع نہیں، دراصل ان لوگوں کو لفظ ''گیارہویں'' سے چڑ ہوگئی ہے اور کوئی بات نہیں، اور یہ خوامخواہ کی چڑ اور ضد ہے، اس بے عقلی کا کوئی علاج نہیں، اللہ کریم ہی ہدایت فرمائے۔

رہا تعین طعام تو یہ بھی فضول اعتراض ہے، آپ جو مرضی ہو پکالیں یا آپ کچھ نہ پکائیں، کسی

کھانے کا اہتمام نہ کریں، صرف سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص یا جتنا بھی قرآن کریم پڑھ سکیں، اس کا ایصال ثواب کردیں، مگر سچ بات یہ ہے کہ یہ کچھ بھی نہیں کرنا چاہتے، صرف اعتراض ہی اعتراض ہے۔

کسی جائز کام کے لئے دن تاریخ مقرر کرنے کا مقصد محض یہ ہوتا ہے کہ مقررہ دن یاد رہے، دن مقرر ہوگا تو سب لوگ جمع بھی ہو جائیں گے اور مل کر یہ کام کریں گے، اگر کوئی وقت مقرر نہ ہو تو بخوبی یہ کام نہیں ہوتے، کوئی کسی دن آئے گا اور دوسرا کسی اور دن آئے گا، انتظامی امور کے لئے ایسا کام درست طریقہ سے سرانجام نہیں ہو پاتا اور اہتمام کرنے والا بھی پریشان ہوتا ہے، محض سہولت کے لئے ہر اسلامی مہینے کی گیارہ تاریخ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو ایصال ثواب کرنے کے لئے مقرر کی جاتی ہے، تاکہ دوست احباب کو ہر ماہ اطلاع نہ کرنی پڑے، تاریخ مقرر کرنے کا یہ عقیدہ نہیں ہوتا کہ اس تاریخ سے آگے یا پیچھے کسی تاریخ کو یا اس کے علاوہ کسی اور دن کو ثواب نہیں پہنچتا، یہ عقیدہ نہیں ہوتا، سال کے سارے دن ثواب کے لئے جائز ہیں، اکثر جگہ گیارہ تاریخ کے بجائے دوسری تاریخوں میں ایصال ثواب کیا جاتا ہے، مگر اس ایصال ثواب کو اس دن بھی گیارھویں ہی کہتے ہیں، مقصد تو ایصال ثواب ہے۔

تعیّن تاریخ اور علمائے دیوبند

علمائے دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

" رہا تعین تاریخ، یہ بات تجربے سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو تو اس وقت وہ یاد آجاتا ہے اور ضرور ہو رہتا ہے، اور نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں کبھی کبھی خیال بھی نہیں ہوتا، اسی قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں جن کی تفصیل طویل ہے محض بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا ذہین آدمی غور کرکے سمجھ سکتا ہے اور قطع نظر مصالح مذکور کے ان میں بعض اسرار بھی ہیں، پس اگر یہی مصالح بنائے تخصیص ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں"۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ، مطبوعہ مجتبائی کانپور، ص ۶)

غیر مقلدین کا عقیدہ

تعین یوم کے بارے میں غیر مقلدین بھی یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ نے جس بات کا تعین کردیا وہی درست ہے، اپنی طرف سے کسی کام کے لئے کوئی وقت، دن اور تعداد مقرر کرنا بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

اہل سنت اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ یہ تعین شرعی نہیں بلکہ یہ تعین عرفی ہے، لیکن غیر مقلدین اس وضاحت کو بھی نہیں مانتے، اللہ کریم ہدایت دے، درج ذیل میں غیر مقلدین کے تحریر کردہ ایک عمل کے لئے عرفی طور پر وقت اور دنوں کی تعداد مقرر کرنے کے بارے میں ایک حوالہ قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

مولانا محمد صادق سیالکوٹی نے اپنی مشہور کتاب "صلوۃ الرسول" میں آیت کریمہ "لا الٰہ الا انت سبحنک انی کنت من الظالمین " کے تین عمل درج کئے ہیں، پہلے عمل کے متعلق لکھتے ہیں :

" ایک طریقہ تو یہ ہے کہ ہر روز رات کو بعد نماز عشاء ایک ہزار بار پڑھیں، اول آخر تین تین بار درود شریف، بارہ روز تک پڑھیں (اگر کام نہ ہو تو) چالیس روز پڑھیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ چالیس روز میں سوا لاکھ بار پڑھیں، ہر روز تین ہزار ایک سو پچیس بار پڑھیں۔

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ نمازِ عشاء کے بعد تاریک مکان میں بیٹھ کر ایک پانی کا پیالہ بھر کر آگے رکھ لیں اور دعا تین سو بار پڑھیں، ہر سو بار پڑھنے کے بعد ہاتھ پانی میں ڈال کر منہ اور بدن پر پھیرتے رہیں، جب پڑھ چکیں تو اکتالیس بار درود شریف پڑھیں، اسی طرح اکتالیس روز تک یہ عمل کریں"۔

(صلوۃ الرسول، مطبوعہ نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ اُردو بازار، لاہور، ص ۴۵۰، ۴۵۱)

اب سوال یہ ہے کہ اس آیت کریمہ پڑھنے کے ان تین طریقوں میں وقت، تعداد اور دنوں کا جو تعین ہے، یہ تعین شرعی ہے یا عرفی ہے؟ اور یہ تعین قرآن مجید کی کس آیت سے ثابت ہے؟ اگر قرآن میں نہیں تو حدیث کی کس کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ طریقہ منقول ہے؟ اور گیارھویں کے ساتھ لفظ "شریف" کہنے پر اعتراض کرنے والوں سے یہ بھی سوال ہے کہ اس عمل میں لفظ دُرود کے ساتھ شریف کا لفظ کس حدیث سے ثابت ہے؟۔

ایک شُبہ کا ازالہ

گیارھویں کے متعلق کسی ذہن میں یہ شُبہ آ سکتا ہے کہ جب کسی چیز پر غیر اللہ کا نام آ جائے تو وہ حرام ہو جاتی ہے، کیونکہ قرآن مجید میں ہے" وما اهل به لغير الله "یعنی جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے وہ حرام ہے، تو جس صدقہ وخیرات کے متعلق یہ کہا جائے کہ حضور غوث پاک کے لئے ہے، وہ اس آیت کی رو سے حرام ہے۔

وما اهل به لغير الله "کی تفسیر

بعض لوگ اس آیت کی تفسیر میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی "تفسیر عزیزی" کا حوالہ دے کر کہتے ہیں کہ ایصال ثواب کی خاطر جس جانور کی نسبت کسی بزرگ کی طرف کر دی ہو وہ حرام ہے اگرچہ اسے ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا ہی نام لیا جائے۔

اس مسئلہ کی وضاحت میں شیخم اسلام علامہ سید احمد سعید کاظمی امروہوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی اور فتاویٰ عزیزی کی داخلی شہادتوں سے ثابت کیا ہے کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے نزدیک وہی جانور حرام ہے جس کے ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو، محض کسی بزرگ کی نسبت کر دینے سے جانور حرام نہیں ہو جاتا، ذیل میں علامہ کاظمی کے رسالہ مبارکہ "تصريح المقال في حل امر الاهلال" سے اس بحث کا خلاصہ نقل کیا جاتا ہے۔

"حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تفسیر عزیزی میں انواع شرک کے تحت مشرکین کے چند فرقے شمار کئے ہیں، ان میں چوتھا فرقہ پیر پرستوں کا ہے، اس کے متعلق محدث دہلوی نے فرمایا! چوتھا گروہ پیر پرست ہے، جب کوئی بزرگ کمال ریاضت اور مجاہدہ کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول دعاؤں اور مقبول شفاعت والا ہو کر اس جہان سے رخصت ہو جاتا ہے تو اس کی روح کو بڑی قوت و وسعت حاصل ہو جاتی ہے، جو شخص اس کے تصور کو واسطہ فیض بنا لے یا اس کے اٹھنے بیٹھنے کی جگہ یا اس کی قبر پر سجدہ اور تذلل تام کرے (اس جگہ اصل عبارت یہ ہے)

"یا در مکان نشست و برخاست او، یا بر گور او سجود و تذلل تام نماید"

تو اس بزرگ کی روح وسعت اور اطلاق کے سبب خود بخود اس پر مطلع ہو جاتی ہے اور اس کے حق میں دنیا و آخرت میں شفاعت کرتی ہے۔

(شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، تفسیر عزیزی: دہلی، لال کنواں، س ن، ص ۱۲۷ (سورۃ البقرہ)

یہ گروہ واقعی مشرک تھا جو قبروں پر تذلل تام کے ساتھ سجدہ کرتا تھا، علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں!

''العبادۃ عبارۃ عن الخضوع والتذلل''

(شامی، ابن عابدین شامی، ردالمحتار، [illegible] قاہرہ، س ن، ص ۲۵۷)

ترجمہ۔ خضوع اور تذلل تام کو عبادت کہتے ہیں۔

آج کل کے خوارج کی ستم ظریفی ہے کہ وہ اولیاء اللہ کے عقیدت مند اہل سنت و جماعت کو پیر پرست کہہ کر مشرک قرار دیتے ہیں، حالانکہ عامۃ المسلمین عبادت اور انتہائی تعظیم صرف اللہ تعالیٰ کے مانتے ہیں کسی دوسرے کے لئے نہیں، حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ کا روئے سخن اُس گروہ مشرکین کی طرف ہے، ان کا طریقہ یہ تھا کہ جانور کی جان دینے کی نذر شیخ سدو وغیرہ کے لئے مانتے اور اس کی تشہیر کرتے تھے، پھر اسی نیت کے تحت شیخ سدو وغیرہ کے لئے خون بہانے کی نیت سے اسے ذبح کرتے تھے، ظاہر ہے کہ یہ ذبح کسی طرح حلال نہیں ہو سکتا، کم فہم لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ حضرت شاہ صاحب نے محض کسی بزرگ کی طرف نسبت کرنے کی بنا پر ان جانوروں کو حرام قرار دیا ہے، حالانکہ یہ قطعاً باطل ہے اور شاہ صاحب پر بہتان صریح ہے۔

شاہ صاحب نے تفسیر عزیزی میں اپنے موقف کی وضاحت کے لئے تین دلیلیں پیش کی ہیں!

پہلی دلیل: یہ حدیث ہے ''ملعون من ذبح لغیر اللہ'' ملعون ہے جس نے غیر اللہ کے لئے ذبح کیا، اس حدیث میں صراحتہً ذبح مذکور ہے۔

دوسری دلیل: عقلی ہے اس میں یہ تصریح ہے ''وجان ایں جانور از اں غیر قرار دادہ کشتہ اند'' یعنی اس جانور کی جان غیر کی ملک قرار دے کر اس جانور کو ذبح کیا ہے، اس عبارت میں دو باتیں ہیں۔

۱۔ جانور کی جان غیر کے لئے مملوک قرار دی۔

۲۔ اس کو ذبح کیا۔

صاف ظاہر ہے کہ اس جانور میں اس لئے خبث پیدا ہوا کہ اسے غیر کے لئے ذبح کیا گیا ہے۔

تیسری دلیل: تفسیر نیشاپوری کی ایک عبارت ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر کسی مسلمان نے کوئی جانور ذبح کیا اور اس ذبح سے غیر اللہ کا تقرب (بطور عبادت) مقصود ہو تو وہ مرتد ہو گیا اور اس کا ذبیحہ مرتد کا ذبیحہ ہے۔

اس عبارت میں بھی غیر اللہ کے تقرب کی نیت سے ذبح کا ذکر ہے، ثابت ہوا کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ محض کسی اللہ تعالیٰ کے بندے کی نسبت کے مشہور کر دینے کو حرمت کا سبب قرار نہیں دیتے بلکہ ان کے نزدیک غیر اللہ کے لئے ذبح کرنے سے جانور حرام ہوتا ہے اور یہی تمام امت مسلمہ کا عقیدہ ہے۔

حضرت شاہ صاحب نے ''اُھل'' کا ترجمہ اگر چہ اصل لغت کے اعتبار سے یہ کیا کہ آواز دی گئی ہو اور شہرت دی گئی ہو، لیکن اس سے ان کی مراد وہی شہرت ہے جس پر ذبح واقع ہو، چنانچہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سورۂ بقرہ میں ''وما اھل بہ لغیر اللہ'' میں ''بہ'' لغیر اللہ سے پہلے ہے، جب کہ سورۂ مائدہ، سورۂ انعام اور سورۂ نحل میں ''لغیر اللہ'' پہلے ہے اور ''بہ'' موخر ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ''باء'' فعل کو متعدی کرنے کے لئے ہے اور اصل یہ ہے کہ باء فعل کے ساتھ متصل ہو اور دوسرے متعلقات سے پہلے ہو، اس جگہ تو باء اپنے اصل کے مطابق لائی گئی ہے، دوسری جگہوں میں اس چیز کو پہلے لایا گیا ہے، جو جائے انکار ہے۔ ''پس ذبح بقصد غیر اللہ مقدم آمد'' ترجمہ۔ لہٰذا غیر اللہ کے ارادے سے ذبح

کرنے کا ذکر پہلے آیا ہے۔

(محدث دہلوی ،شاہ عبدالعزیز، تفسیر عزیزی: دہلی ،لال کنواں ،س ن، ص ص ۶۱۱)

اب اگر "اھل" سے مراد ذبح نہیں ہے تو یہ کہنا کیسے صحیح ہوگا کہ سورۂ بقرہ کے علاوہ باقی سورتوں میں غیر اللہ کے ارادے سے ذبح کرنے کا ذکر پہلے ہے حالانکہ باقی سورتوں میں بھی ذبح کا ذکر نہیں ہے بلکہ "اُھِل" ہی کا ذکر ہے، ثابت ہوا کہ خود شاہ صاحب کے نزدیک غیر اللہ کا مرادی معنی غیر اللہ کے لئے ذبح کرنا ہی ہے۔

مزید تائید کے لئے شاہ صاحب کی ایک اور تحریر ملاحظہ ہو، سوال یہ ہے کہ حضرت سید احمد کبیر کے لئے نذر مانی ہوئی گائے حلال ہے یا حرام؟۔ اس کے جواب میں شاہ صاحب فرماتے ہیں!

"ذبیحہ کی حلت اور حرمت کا دار و مدار ذبح کرنے والے کی نیت پر ہے اگر تقرب الی اللہ کی نیت سے یا اپنے کھانے کے لئے یا تجارت اور دوسرے جائز کاموں کے لئے ذبح کرے تو حلال ہے ورنہ حرام"۔

(محدث دہلوی ،شاہ عبدالعزیز، فتاویٰ عزیزی ،دہلی، مطبع مجتبائی، ۱۳۲۲ھ، ص ۲۱)

غور فرمائیں کہ حضرت سید احمد کبیر کے لئے نذر مانی ہوئی گائے کو انہوں نے حرام نہیں کہا، اگر محض تشہیر اور نذر غیر اللہ موجب حرمت ہوتی تو صاف کہہ دیتے کہ حرام ہے، یوں نہ کہتے کہ ذبح کرنے والے کی نیت اور قصد پر دار و مدار ہے۔

شاہ صاحب اس جواب میں آگے چل کر فرماتے ہیں!

"یعنی ان کی نیت تقرب الی غیر اللہ وقت ذبح تک دائم و مستمر رہتی ہے"۔

(محدث دہلوی ،شاہ عبدالعزیز، فتاویٰ عزیزی ،دہلی، مطبع مجتبائی، ۱۳۲۲ھ، ص ۲۲)

ثابت ہوا کہ صرف نیت تعظیم غیر اللہ موجب حرمت نہیں، جب تک کہ وہ نیت وقت ذبح تک دائم و باقی رہے۔

اس مسئلہ میں یہی شاہ صاحب اسی فتاویٰ عزیزی میں فرماتے ہیں!

"جب خون بہانا تقرب الی غیر اللہ کے لئے ہو تو ذبیحہ حرام ہو جائے گا، اور جب خون بہانا اللہ کے لئے ہو اور تقرب الی غیر کھانے اور نفع حاصل کرنے کے ساتھ مقصود ہو تو ذبیحہ حلال ہو جائے گا"۔

(محدث دہلوی ،شاہ عبدالعزیز، فتاویٰ عزیزی ،دہلی، مطبع مجتبائی، ۱۳۲۲ھ، ص ۲۷)

دیکھئے حلت و حرمت ذبیحہ میں کتنا روشن فیصلہ ہے، اس کے باوجود بھی اگر یہ کہا جائے کہ شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ محض تشہیر غیر اللہ کو جانور کے حرام ہونے کی علت قرار دیتے ہیں، تو ایسا کہنا یقیناً شاہ صاحب پر افتراء عظیم ہوگا، ان کے نزدیک آیۂ کریمہ "وما اھل بہ لغیر اللہ" کے مرادی معنی قطعاً یہی ہیں کہ جس جانور پر "عندالذبح اھلال لغیر اللہ" کیا جائے۔

آخر میں ایک شبہ کا ازالہ ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ اولیاء کے لئے کوئی جانور نذر مانے، ان سے کہا جائے کہ اس جانور کی بجائے گوشت لے کر اپنی نذر پوری کردو، اگر وہ راضی ہو جائیں تو وہ اپنے اس قول میں سچے ہیں کہ ہماری نیت غیر اللہ کے لئے خون بہانے کی نہ تھی، ورنہ سمجھ لینا چاہیے کہ وہ جھوٹے ہیں اور ان کی نیت یہی ہے غیر اللہ کی تعظیم کے لئے خون بہایا جائے، شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان کے مطابق اس زمانے میں بھی اسی معیار پر جواز و عدم جواز کا حکم لگانا چاہیے۔

اس شبہ کا ازالہ یہی ہے کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مقرر کردہ معیار مذکور ان لوگوں کے حق میں تو درست ہوسکتا ہے جو قبور کی عبادت کرتے تھے اور خود حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں گروہ مشرکین میں شمار کیا ہے، جیسا کہ اس سے قبل تفسیر عزیزی جلد اول صفحہ ۱۲۷ کی عبارت ہم نقل کر چکے ہیں، لیکن مسلمانوں کے حق میں یہ معیار کسی طرح درست نہیں ہوسکتا، نہ ہی حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مومنین کے لئے یہ معیار بیان فرمایا ہے، اس لئے مومن از روئے قرآن شریف اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ "لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون" (تم ہرگز نیکی نہیں پا سکتے جب تک اپنی پسندیدہ اور محبوب چیز اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو) اور ظاہر ہے کہ پالے ہوئے جانور سے جو محبت ہوتی ہے، وہ خریدے ہوئے جانور یا گوشت سے نہیں ہوسکتی، اس لئے جو نیکی اور ثواب پالے ہوئے جانوروں کو ذبح کرکے ایصال ثواب کرنے سے حاصل ہوگا، وہ اس کے علاوہ دوسری چیز سے نہیں ہوسکتا۔

علاوہ ازیں اس میں شک نہیں کہ ہر ذبیحہ خواہ وہ اپنے کھانے کے لئے ذبح کیا جائے یا بیچنے کے لئے یا قربانی کے لئے اس کے حلال اور پاک ہونے کی شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس کا خون خالص اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے لئے بہایا جائے اور ظاہر کہ اللہ کا ذکر اور اس کی تعظیم کے لئے جو کام کیا جائے وہ نیکی اور اطاعت ہے، لہٰذا ہر وہ فعل (جس سے تعظیم خداوندی مقصود ہو) نیکی قرار پائے گا، اور ہر مسلمان کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنی نیکی کا ثواب کسی مسلمان کو بخش دے، لہٰذا صرف گوشت میں محض گوشت کا ثواب اس بزرگ کی روح کو پہنچے گا اور جانور ذبح کرنے میں گوشت کے علاوہ فعلِ ذبح کا جو ثواب ذابح کو ملا وہ بھی اس بزرگ کی روح کو پہنچ سکتا ہے۔

پس اگر ان وجوہات کی بنا پر کوئی مسلمان جانور کے عوض گوشت لینے پر راضی نہ ہو، تو اس سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ یہ مومن معاذ اللہ ولی کی تعظیم و تقرب کے لئے جانور کا خون بہانے کی نیت رکھتا ہے، نیت فعل قلب ہے، جب باطن کا حال ہمیں معلوم نہیں تو ہم کس طرح مسلمان پر معصیت کا حکم لگا دیں، مومن کے حق میں بدگمانی کرنا حرام ہے"۔

یہ خلاصہ ہے حضرت غزالئی زماں ضیغم اسلام علامہ سید احمد سعید کاظمی امروہوی محدث ملتانی قدس سرہٗ (متوفی ۱۹۸۶ء) کی تحقیق کا، یاد رہے کہ یہ گفتگو اس وقت ہے جب یہ تسلیم کرلیا جائے کہ یہ عبارت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور اگر اس عبارت کو الحاقی قرار دیا جائے جیسے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد حضرت شاہ رؤف احمد رافت نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ نے فرمایا تو پھر اس گفتگو کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

حضرت شاہ رؤف احمد رافتؔ نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ محرم ۱۲۰۱ھ/ ۱۷۸۶ء کو رام پور (یوپی۔ بھارت) میں پیدا ہوئے حدیث کی سند مولانا شاہ سراج احمد مجددی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۲۳۰ھ/ ۱۸۱۵ء) سے حاصل کی، بعض اعمال و اوراد کی اجازت حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے حاصل کی، خرقۂ خلافت شاہ غلام علی دہلوی نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ سے پایا، اُردو میں قرآن مجید کی تفسیر رؤفی لکھی، جس کا آغاز ۱۲۳۹ھ میں ہوا اور ۱۲۴۸ھ میں اختتام ہوا، حج کے لئے گئے تو یلملم (میقات) کے قریب ۱۲۴۹ھ/ ۱۸۳۴ء میں وصال ہوا، آپ شاہ ابو سعید مجددی دہلوی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۲۵۰ھ) کے خالہ زاد بھائی تھے اور حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی اولاد میں سے تھے۔

(تذکرہ کاملان رام پور، از حافظ احمد علی شوق (متوفی ۱۹۳۳ء)، مطبوعہ خدا بخش اورینٹل لائبریری، پٹنہ، بھارت ۱۹۸۶ء، ص ۱۴۳۔ اُردو نثر کے ارتقاء میں علماء کا حصہ، از ڈاکٹر محمد ایوب قادری، مطبوعہ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور ۱۹۸۸ء، ص ۴۳۵)

آپ نے تفسیر عزیزی کی اس عبارت کو الحاقی قرار دیا، لکھتے ہیں:

"جاننا چاہیئے کہ تفسیر فتح العزیز میں کسی عدو نے الحاق کر دیا ہے اور یوں لکھا کہ اگر کسی بکری کو غیر کے نام سے منسوب کیا ہو تو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرنے سے وہ حلال نہیں ہوتی اور غیر کے نام کی تاثیر اس میں ایسی ہوگئی کہ اللہ کے نام کا اثر ذبح کے وقت حلال کرنے کے واسطے بالکل نہیں ہوتا، سو یہ بات کسی نے ملا دی ہے۔

خود مولانا و مرشدنا حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کبھی ایسا سب مفسرین کے خلاف نہ لکھیں گے اور ان کے مرشد اور استاد اور والد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے فوز الکبیر فی اصول التفسیر میں مَا اُهِلَّ کا معنی مَاذُبِحَ لکھا ہے، یعنی ذبح کرتے وقت جس جانور پر بت کا نام لیوے سو حرام اور مردار کے جیسا ہے اور بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا سو کیونکر حرام ہوتا ہے۔

بعضے نادان تو حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مولد شریف کی نیاز، حضرت پیران پیر کی نیاز اور ہر ایک شہداء اولیاء کی نیاز فاتحہ کے کھانے کو بھی حرام کہتے ہیں اور یہ آیت دلیل لاتے ہیں کہ غیر خدا کا نام جس پر لیا گیا سو حرام ہے، واہ واہ کیا عقل ہے ایسا کہتے ہیں اور پھر جا کر نیاز فاتحہ کا کھانا بھی کھاتے ہیں"۔

(شاہ رؤف احمد، تفسیر رؤفی، مطبوعہ بمبئی ۱۳۰۵ھ، جلد ۱، ص ۱۳۹)

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کی تالیفات میں تحریفات

بعض لوگوں نے آپ کی زندگی ہی میں آپ کی کتابوں میں تحریف کر دی تھی، چنانچہ شاہ ولی اللہ دہلوی خاندان پر تحقیق میں سند کا درجہ رکھنے والے مشہور اہل علم محقق، حکیم محمود احمد برکاتی لکھتے ہیں!

"شاہ عبد العزیز نے "تحفہ اثناعشریہ" کی تالیف ۱۲۰۴ھ/۱۷۹۰ء میں مکمل کی اور اس کی اشاعت ۱۲۱۵ھ/ ۱۷۹۹ء میں کلکتہ سے ہوئی تھی اور اس فوراً بعد تحفہ کی عبارات میں تحریف کے سلسلے کا آغاز ہوگیا، ایک معتقد نے لکھنؤ سے ایک ایسی محرفہ اور خلاف عقیدہ اہل سنت عبارت "تحفہ" کے ایک نسخہ میں دیکھ کر شاہ صاحب کی خدمت میں عریضہ لکھ کر خلش دور کرنے کی درخواست کی تو شاہ صاحب نے جواب میں تحریر فرمایا کہ!

"وتعریضات درباب معاویہ رضی اللہ عنہ ازیں فقیر واقع نشدہ اگر نسخہ از تحفہ اثناعشریہ یافتہ شد الحاق کسے خواہد بود کہ بنا بر فتنہ انگیزی وکید ومکر کہ بنا مذہب ایشاں یعنی گروہ رفضہ از قدیم برہمیں امورست ایں کار کردہ باشد چنانچہ بسمع فقیر رسیدہ کہ الحاق شروع کردہ اند اللہ خیر حافظا ایں تعریضات در نسخ معتبرہ البتہ یافتہ نخواہد شد"۔

(برکاتی، حکیم محمود احمد، شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان: لاہور، مجلس اشاعت اسلام، ۱۹۷۶ء، ص ۵۷، بحوالہ فضائل صحابہ و اہل بیت مع مقدمہ پروفیسر محمد ایوب قادری طبع لاہور)

ترجمہ۔ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر چوٹیں میں نے نہیں کیں، اگر تحفہ اثناعشریہ کے کسی نسخے میں ایسی عبارتیں ہیں تو وہ کسی نے اپنی طرف سے بڑھا دی ہوں گی، کیونکہ روافض کے مذہب کی بنیاد ہی شروع ہی سے فتنہ انگیزی اور مکر و قید پر ہے، یہ کام بھی انہوں نے کیا ہوگا، چنانچہ میں نے سنا ہے کہ تحفہ میں بھی انہوں نے الحاق شروع کر دیا ہے۔

قاری عبدالرحمٰن پانی پتی (متوفی ۱۳۱۴ھ/ ۱۸۹۶ء) شاگرد رشید شاہ محمد اسحاق دہلوی (متوفی ۱۲۶۲ھ/ ۱۸۴۵ء) اپنی کتاب "کشف الحجاب" میں لکھتے ہیں!

"اور ایسا ہی ایک اور جعل (غیر مقلدین) کرتے ہیں کہ سوال کسی مسئلہ کا بنا کر اور اس کا جواب موافق اپنے مطلب کے لکھ کر علمائے سابقین کے نام سے چھپواتے ہیں، چنانچہ بعض مسئلے مولانا شاہ عبدالعزیز کے نام سے اور بعض مسئلے مولوی حیدر علی کے نام سے علی ہذا القیاس چھپواتے ہیں"۔

(پانی پتی، قاری عبدالرحمٰن، کشف الحجاب: لکھنؤ، ۱۲۹۸ھ، ص ۹، چند سال ہوئے اس رسالہ کو مرکزی جماعت القراء پاکستان، کراچی نے حکیم محمود احمد برکاتی کی تقدیم کے ساتھ شائع کردیا ہے)

علامہ ابوالحسن زید فاروقی دہلوی (متوفی ۱۹۹۳ء) کتاب "القول الجلی" کے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں!

"افسوس مولوی اسماعیل کے پیروان اس کام میں بہت بڑھ گئے ہیں، حضرت شاہ ولی اللہ، حضرت شاہ عبدالعزیز کی تحریرات ومکتوبات، حضرت شاہ عبدالقادر کا ترجمہ قرآن اور ان کی کتابیں، حضرت مجدد الف ثانی، ان کی اولاد، حضرت شاہ غلام علی، حضرت شاہ علم اللہ رائے بریلوی اور دیگر اکابرین کے احوال میں بہت سی تحریفات کرکے محمد بن عبدالوہاب نجدی اور مولوی اسماعیل کا ہمنوا سب کو قرار دیا، اللہ تعالیٰ اس کتاب "القول الجلی" کو ان لوگوں سے محفوظ رکھے اور یہ کتاب بلا کسی تصرف کے چھپے"۔

(فاروقی، شاہ ابوالحسن زید، مقدمہ القول الجلی: دہلی ، شاہ ابوالخیر اکادمی ، ۱۹۸۶ء، ص ۵۵۲)

شاہ ولی اللہ دہلوی کے خاندان کے ایک فرد اور ان کی تصانیف کے مشہور ناشر ظہیر الدین سید احمد ولی اللّٰہی، نبیسۂ شاہ رفیع الدین دہلوی، جنہوں نے شاہ ولی اللہ دہلوی کی تصانیف کی بڑی تعداد طبع وشائع کر کے وقف عام کی ہے، انہوں نے سب سے پہلے اس کی طرف توجہ دلائی، چنانچہ وہ شاہ ولی اللہ صاحب کی ایک کتاب "تاویل الاحادیث فی رموز قصص الانبیاء" کے آخر میں لکھتے ہیں!

"بعد حمد وصلوٰۃ کے بندہ محمد ظہیر الدین عرف سید احمد اول گذارش کرتا ہے بیچ خدمت شائقین تصانیف حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ومولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا آجکل بعض لوگوں نے بعض تصانیف کو اس خاندان کی طرف منسوب کردیا ہے اور درحقیقت وہ تصانیف اس خاندان میں سے کسی کی نہیں، اور بعض لوگوں نے جو ان کی تصانیف میں اپنے عقیدے کے خلاف بات پائی تو اس پر حاشیہ جڑ اور موقعہ پایا تو عبارت کو تغیر وتبدیل کردیا، تو میرے اس کہنے سے یہ عرض ہے کہ جواب تصانیف ان کی چھپیں، اچھی طرح اطمینان کرلیا جائے جب خریدنی چاہیں"۔

(قادری، محمد ایوب، شاہ ولی اللہ کی منسوب تصانیف: مشمولہ : الرحیم (ماہنامہ) : حیدرآباد، شمارہ ، جون ۱۹۶۴ء، ص ۲۰۔ بحوالہ "تاویل الاحادیث فی رموز قصص الانبیاء" از شاہ ولی اللہ دہلوی، مطبوعہ مطبع احمدی، کلاں محل متعلق مدرسہ عزیزی دہلی، باہتمام ظہیر الدین ولی اللّٰہی، سن طباعت ندارد)

مشہور محقق حکیم محمود احمد برکاتی صاحب لکھتے ہیں!

"مولوی سید احمد ولی اللّٰہی شاہ عبدالعزیز کے ملفوظات مطبوعہ میرٹھ کو جعلی بتایا

ہے۔(انفاس العارفین مطبوعہ مطبع احمدی دہلی، صفحہ آخر) ہماری ناقص رائے میں مولوی سید احمد کی یہ رائے کلیتہً تو صحیح نہیں ہے، ملفوظات شاہ صاحب کے ہی ہیں، مگر ان میں الحاق ضرور ہوا ہے اور بعض فحش اشعار اور فحش واقعات درج کر دیئے گئے ہیں''۔

(برکاتی، حکیم محمود احمد، شاہ ولی اللہ دہلوی اور ان کا خاندان: لاہور، مرکز اشاعت اسلام، ۱۹۷۶ء، ص ۵۷)

اہل سنت، اولیاء کرام و بزرگانِ دین کے ساتھ محبت وعقیدت رکھتے ہیں، مگر انہیں الٰہ نہیں مانتے، کسی قسم کا استقلال ذاتی ان کے لئے ثابت نہیں کرتے، نہ انہیں مستحق عبادت جانتے ہیں اور نہ واجب الوجود، محض عباد اللہ الصالحین سمجھتے ہیں اور جو جانور یا حصہ زراعت یا کوئی چیز از قسم نقد و جنس وغیرہ ان کے لئے مقرر کرتے ہیں، اس کو ان کا ہدیہ جانتے ہیں اور وصال یافتہ بزرگوں کے لئے ایصال ثواب کی نیت کرتے ہیں، اسی قصد و نیت کے ساتھ اگر وہ کسی جانور یا غیر جانور کو بزرگان دین کی طرف منسوب کر کے ان کے نام پر اسے مشہور بھی کر دیں، تب بھی جائز ہے اور وہ چیز حلال اور طیب ہے، اسے ما اہل بہ لغیر اللہ کے تحت لا کر حرام قرار دینا باطل محض اور گناہ عظیم ہے۔

عہد رسالت میں صحابہ کرام، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں کھجوروں کے درخت اور دُودھ پینے کے جانور پیش کرتے تھے، جن کا ذکر احادیث صحیحہ میں مفصل موجود ہے، اسی طرح بعد از وفات بھی ایصال ثواب کے طور پر کسی چیز کا مقرر کرنا عہد رسالت میں پایا گیا ہے۔

''عَنْ سَعْدِ بن عُبَادَةَ اَنَّهُ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَۃِ افضلُ قَالَ الْمَاءُ فَحفرَا بئرًا وَقَالَ ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ''

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اُم سعد (سعد کی ماں) کا انتقال ہو گیا، پس اُن کے لئے کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا پانی، پس سعد نے کنواں کھدوایا، اور کہا یہ کنواں سعد کی ماں کے لئے ہے۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الزکوٰۃ، ج ۱، ص ۲۳۶۔ مشکوٰۃ، ص ۱۶۹)

اگر کسی وصال یافتہ بزرگ کے لئے کسی چیز کا نامزد کرنا موجب حرمت قرار دیا جائے تو معاذ اللہ وہ کنواں جو اُم سعد رضی اللہ عنہا کے نام سے مشہور ہو، وہ حرام اور اس کا پانی نجس قرار پائے گا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جس صدقے کا ثواب کسی فوت شدہ کو پہنچانا مقصود ہو تو اس صدقہ کو اس شخصیت سے منسوب کرنا جائز ہے اور اہل علم پر یہ بات روشن ہے کہ اس نسبت سے مراد نسبتِ عبادت نہیں بلکہ ایصال ثواب کے حوالے سے نسبت کی جاتی ہے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جو کنواں کھدوایا اور لوگوں کے لئے بطور صدقہ وقف کیا تو یہ عبادت اللہ کے لئے ہے اور اس کا ثواب ان کی والدہ کے لئے ہے۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد کے فتاویٰ ثنائیہ میں بھی حدیث کے الفاظ ''ھذہ لام سعد'' کا معنی یہی کیا گیا ہے کہ ''کنویں کا ثواب سعد کی ماں کے لئے''۔

(فتاویٰ ثنائیہ، جلد اول، مطبوعہ ادارہ ترجمان السنہ، ۷ رایبک روڈ لاہور، ص ۱۰۸)

ایصال ثواب کی چیز پر لفظ نذر و نیاز کا اطلاق

بزرگوں کے نام پر جو جانور وغیرہ مشہور کئے جاتے ہیں اگر ان جانوروں پر اولیاء اللہ کے لئے نذر شرعی مانی جائے جو حقیقتاً عبادت ہے تو نذر یعنی نذر دینے والا مرتد ہے، لیکن اس کے اس شرک کی وجہ سے وہ

جانور حرام نہیں ہوگا جب تک کہ وہ اسے بقصد تقرب غیر اللہ ذبح نہ کرے، اور اگر اولیاء کی نذر محض نذر لغوی یا عرفی بمعنی ہدیہ، تحفہ اور نذرانہ ہو یا وصال یافتہ بزرگ کے لئے بقصد ایصال ثواب کوئی جانور وغیرہ نامزد کر دیا اور نذر شرعی اللہ تعالیٰ کے لئے ہو تو یہ فعل شرعاً جائز اور باعث خیر و برکت ہے۔

نذر غیر اللہ کا مدار ناذر کی نیت پر ہے، اگر ناذر نے تقرب غیر اللہ کا قصد کیا اور متصرف فی الامور اللہ تعالیٰ کی بجائے کسی مخلوق کو مانا تو یہ نذر کفر و شرک ہے، اور اگر اس کا ارادہ تقرب الی اللہ ہے اور بزرگان دین کو ثواب پہنچانا مقصود ہے تو ایسی نذر اولیاء کے لئے قطعاً جائز ہے اور اس کا نذر ہونا مجازاً ہے، کیونکہ نذر حقیقی اللہ کے لئے خاص ہے۔

جو لوگ نذر اولیاء کو شرک قرار دیتے ہیں، انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اس نذر سے مراد نذر شرعی نہیں بلکہ اسے بر بنائے عرف نذر کہا جاتا ہے اور اس ایصال ثواب اور ہدیہ کو نذر کہنا شرعاً جائز ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک

حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''انفاس العارفین'' میں تحریر فرماتے ہیں:

'' حضرت والد ماجد (شاہ عبد الرحیم) رحمۃ اللہ علیہ قصبہ ڈاسنہ میں مخدوم اللہ دیا کی زیارت کو گئے، رات کا وقت تھا، اس جگہ فرمایا کہ مخدوم ہماری ضیافت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کچھ کھا کر جانا، حضرت نے توقف فرمایا، یہاں تک کہ آدمیوں کا نشان منقطع ہو گیا، ساتھی اُکتا گئے، اس وقت ایک عورت اپنے سر پر چاول اور شیرینی کا طبق لئے ہوئے آئی اور کہا میں نے نذر مانی تھی کہ جس وقت میرا خاوند آئے گا اس وقت یہ کھانا پکا کر مخدوم اللہ دیا رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں بیٹھنے والوں کو پہنچاؤں گی، وہ اسی وقت آیا تو میں نے اپنی نذر پوری کی''۔

(انفاس العارفین (فارسی)، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ کچہری روڈ ملتان ۱۹۶۳ء، ص ۴۴)

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا مسلک

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نذر نیاز

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں!

'' حضرت امیر و ذریت ور اتمام امت بر مثال پیران و مرشدان می پرستند و امور تکوینیہ را باایشاں وابستہ می دانند و فاتحہ و درود و صدقات و نذر و منت بنام ایشاں ...... رائج و معمول گردیدہ چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است''۔

ترجمہ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی اولاد پاک کو تمام افرادِ امت پیروں اور مرشدوں کی طرح مانتے ہیں، امور تکوینیہ کو ان کے ساتھ وابستہ جانتے ہیں اور فاتحہ درود و صدقات اور نذر نیاز ان کے نام کی ہمیشہ کرتے ہیں جیسا کہ تمام اولیاء کا یہی طریقہ و معمول ہے''۔

(محدث دہلوی، شاہ عبد العزیز، تحفہ اثنا عشریہ : لاہور، سہیل اکیڈمی ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء، ص ۲۱۴)

(مشہور دیوبندی ناشر نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی نے تحفہ اثنا عشریہ کا جو اردو ترجمہ شائع کیا ہے اس میں اس عبارت کا ترجمہ غائب کر دیا ہے)۔

حضرت شاہ عبد العزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتویٰ میں فرماتے ہیں!

'' نذر اولیاء کہ جس کا بغرض حاجت روائی معمول ہے اور اس کا رسم و دستور ہو گیا ہے، اکثر فقہاء نے اس کو جائز نہیں رکھا ہے، بلکہ ان فقہاء نے یہ خیال کیا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ

کو قادر مطلق جان کر اس کی نذر مانی جاتی ہے، اسی طرح عوام جہال ارواح کو قادر مطلق مثل خدا سمجھتے ہیں اور ان ارواح کی نذر مانتے ہیں، اس لحاظ سے ان فقہاء نے حکم دیا ہے کہ جو شخص ایسی نذر مانے وہ مرتد ہے، اور یہ کہا کہ اگر نذر بالا ستقلال کسی ولی کے واسطے ہو تو باطل ہے۔

اور اگر نذر خدا کے واسطے ہو اور ولی کا ذکر صرف اس خیال سے ہو کہ مثلاً اس ولی کو ثواب رسانی کی جائے گی یا اس ولی کی قبر کے خدام کے مصرف میں اس نذر کا مال آئے گا تو یہ نذر جائز ہے، اور حقیقت اس نذر کی یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کھانا کھلا دیا جائے یا مال بطور خیرات وغیرہ کے دیا جائے اور میت کی روح کو ثواب رسانی کی جائے اور یہ امر مسنون ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

مثلاً صحیحین میں جو حال اُم سعد وغیرہ کا مذکور ہے، اس سے یہ امر ثابت ہوتا ہے اور ایسی نذر لازم ہو جاتی ہے تو حاصل اس نذر کا یہی ہے کہ یہ نیت کی جائے کہ مثلاً کھانا کھلایا جائے گا یا اس قدر خیرات دی جائے گی اور اس کا ثواب فلاں ولی کی روح کو پہنچایا جائے گا، تو ذکر ولی کا صرف اس غرض سے ہوگا کہ یہ متعین ہو جائے کہ ثواب رسانی فلاں ولی کی روح کو کی جائے گی، اور یہ نیت نہ ہو کہ خاص وہ چیز اس ولی کے مصرف میں آئے گی، اور ایسا بھی لوگ کر لیتے ہیں کہ وہ نذر اس ولی کے متوسلین کے مصرف میں آئے گی، مثلاً اس ولی کے قرابت مند اور اس کی قبر کے خادم اور اس کے مریدین وغیرہ کے مصرف میں وہ مال آئے گا، اور بلاشبہ نذر ماننے والوں کو مقصود اکثر ایسا ہی ہوتا ہے اور ایسی نذر کے بارہ میں حکم ہے کہ یہ نذر صحیح ہے، اس کو پورا کرنا واجب ہے، اس واسطے کہ شرع میں یہ قربت معتبرہ ہے، البتہ اس ولی کو یہ سمجھے کہ یہ ولی بالا ستقلال حل کنندہ مشکلات ہے، یا یہ عقیدہ رکھے کہ اس کی سفارش سے نعوذ باللہ من ذالک ضرور اللہ تعالیٰ مجبور ہو کر حاجت روائی فرمائے گا، تو ایسی نذر میں البتہ شرک وفساد لازم ہے، مگر یہ عقیدہ دوسری چیز ہے اور نذر دوسری چیز ہے، یعنی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مطلقاً نذر منع ہو جائے، بلکہ جائز نذر کی جو صورت اوپر مذکور ہوئی ہے اس طور کی نذر بلاشبہ صحیح ہے اور اس کو پورا کرنا واجب ہے"۔

(فتاویٰ عزیزی، مطبوعہ ایچ۔ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی، ص ۱۶۰)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ اہلسنت کے امام اور تمام غیر مقلدین اور دیوبندیوں کے استاذ الاساتذہ اور ان کے نزدیک حجت اور اتھارٹی ہیں، انصاف پسند کے لئے ان کا فتویٰ اور فیصلہ کافی ہے، مگر اُمت میں تفرقہ پیدا کرنے والے شاید ان کے روشن فیصلہ کو بھی نہ مانیں، کیونکہ یہ لوگ خدا پرستی کو چھوڑ کر اپنی انا، ضد اور خواہش پرستی کے پیچھے لگے ہوئے ہیں، پھر بھی کہتے ہیں کہ ہم توحید پرست ہیں، حالانکہ معاملہ اس کے اُلٹ ہے، جو لوگ عقل سلیم رکھتے ہیں وہ اس بات کو خوب سمجھتے ہیں، ان لوگوں کی ضد اور ہٹ دھرمی صرف پیٹ پرستی اور فرقہ بندی کو قائم رکھنے کے لئے ہے، لیکن صحیح عقیدہ رکھنے والوں کو فرقہ باز ہونے کا الزام دیتے ہیں، آج تو یہ دھاندلی چل جائے گی مگر روز محشر تو جواب دہ ہوں گے جس دن کھوٹا کھرا الگ ہو جائے گا، یقیناً وہ انصاف کا دن ہے۔

حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا فیصلہ

حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی علیہ الرحمہ ایصال ثواب کی چیز پر نذر و نیاز کے اطلاق کے

متعلق اپنے رسالہ ''نذورِ بزرگان'' میں لکھتے ہیں :

''آنکہ لفظ نذر کہ آنجا مستعمل مے شود نہ بر معنی شرعی است کہ ایجاب غیر واجب است کہ آنچہ پیش بزرگان مے برند نذر و نیاز می گویند''۔

ترجمہ۔ جو نذر کہ اس جگہ مستعمل ہوتی ہے وہ اپنے شرعی معنی پر نہیں بلکہ معنی عرفی پر ہے، اس لئے کہ جو کچھ بزرگوں کی بارگاہ میں لے جاتے ہیں اس کو نذر و نیاز کہتے ہیں۔

(مجموعہ رسائل تسعہ، مطبوعہ مطبع احمدی دہلی ۱۳۱۴ھ، ص ۲۱)

شاہ محمد اسماعیل دہلوی کا عقیدہ

شاہ محمد اسماعیل دہلوی بھی فوت شدگان کے ایصالِ ثواب کی چیزوں پر نذر و نیاز کا اطلاق جائز سمجھتے ہیں، وہ اپنی مشہور کتاب ''صراط مستقیم'' میں لکھتے ہیں :

''پس در خوبی ایں قدر امر از امور مرسومہ فاتحہا و اعراس و نذر و نیاز اموات شک و شبہ نیست''

ترجمہ۔ رسوم میں فاتحہ پڑھنے، عرس کرنے اور فوت شدگان کی نذر و نیاز کرنے کی رسموں کی خوبی میں شک و شبہ نہیں''۔

(صراط مستقیم (فارسی)، مطبوعہ المکتبۃ السلفیۃ، شیش محل روڈ، لاہور، ص ۵۵)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ کا عقیدہ

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

''جب مثنوی (مولانا روم) ختم ہوگئی، بعد ختم حکم شربت بنانے کا دیا اور ارشاد ہوا کہ اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جائے گی، گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت بٹنا شروع ہوا، آپ نے فرمایا کہ نیاز کے دو معنی ہیں، ایک عجز و بندگی اور سوائے خدا کے دوسروں کے واسطے نہیں ہے بلکہ ناجائز و شرک ہے، دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا، یہ جائز ہے، لوگ انکار کرتے ہیں، اس میں کیا خرابی ہے''۔

(شمائم امدادیہ (ملفوظات حاجی امداد اللہ مہاجر مکی)، مطبوعہ کتب خانہ شرف الرشید، شاہ کوٹ، ضلع شیخوپورہ (پنجاب۔ پاکستان)، ص ۶۸)

معترضین کو جب یہ حوالے دکھائے جاتے ہیں تو دیکھا گیا ہے کہ بالکل خاموش ہو جاتے ہیں اور چپ سادھ لیتے ہیں اور ان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ ہمارے پھنسائے ہوئے بھولے بھالے کم علم اہل سنت کو ان حوالوں کا علم نہ ہو جائے، اگر کوئی شخص یہ حوالے دکھا کر ان سے جواب پوچھے تو کہتے ہیں کہ جناب ان کتابوں کو چھوڑو، قرآن و حدیث کی بات کرو، ان کا یہ جواب صرف وقت ٹالنے کے لئے ہوتا ہے ورنہ حدیث اُم سعد سے تو اہل سنت کا عقیدہ ثابت ہے، جن علماء کے حوالے دیئے گئے ہیں، کیا یہ قرآن و حدیث کے علم سے جاہل تھے؟ کبھی کہتے ہیں کہ جناب یہ کتابیں اپنی طرف سے جعلی بنائی گئی ہیں، بے چارے بھولے بھالے لوگ ان کے دجل و فریب اور جھوٹی باتوں سے مطمئن ہو جاتے ہیں کہ یہ مولوی صاحب ہیں، قاری صاحب ہیں، حافظ صاحب ہیں، مسجد کے خطیب ہیں، نمازی ہیں، حاجی ہیں، یہ کہاں جھوٹ بولتے ہوں گے، لیکن جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت نصیب کرنی ہو اور ایمان بچانا ہو تو ان کی آنکھیں فوری کھل جاتی ہیں اور وہ حیران بھی ہوتے ہیں کہ رہبری کے لباس میں رہزن بھی ہیں، حقیقت میں یہ لوگ اپنے پیٹ کی خدمت کر رہے ہیں، دین اسلام کی خدمت نہیں کر رہے۔

کبھی یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ اور ان کے خاندان والوں کے شروع شروع میں یہ عقائد

تھے، بعد میں انہوں نے اپنے عقائد درست کر لئے تھے۔

(مولوی عبداللہ روپڑی، عرس اور گیارھویں، مطبوعہ اسلامی اکادمی، ۱۷۔ الفضل مارکیٹ اُردو بازار لاہور، ص ۳۲)

یہ بھی بہت بڑا جھوٹ ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے عقائد و معمولات اور ملفوظات پر مشتمل نایاب کتاب "القول الجلی فی ذکر آثار ولی" کا مخطوطہ بھارت کے شہر کاکوری ضلع لکھنؤ (یو۔پی) سے دستیاب ہوگیا ہے، اس کے مصنف شاہ محمد عاشق پھلتی علیہ الرحمہ، شاہ ولی اللہ کے قریبی عزیز اور شاگرد ہیں اور یہ کتاب انہوں نے شاہ ولی اللہ کی حیات ہی میں لکھ کر ان سے تصدیق کروائی، اس کتاب کا ذکر پرانی کتابوں میں آتا رہا، لیکن دستیاب نہیں تھی، اب اس کتاب کے مخطوطے کا عکس دہلی سے شائع ہوگیا ہے اور ۱۹۹۷ء میں کاکوری ضلع لکھنؤ سے اس کا اُردو ترجمہ بھی شائع ہوگیا ہے، پاکستان میں اس کا ترجمہ مسلم کتابوی دربار مارکیٹ، لاہور نے شائع کردیا ہے، اس کتاب کے شائع ہونے سے حضرت شاہ ولی اللہ کے عقائد کو غلط طور پر متعارف کرانے والوں کے جھوٹ کا بھانڈا عین چوراہے میں پھوٹ گیا ہے۔

آخرت سے بے خوف ان لوگوں نے حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کے خاندان کی کتابوں میں تحریف بھی کردی ہے اور جعلی کتابیں بھی ان کی طرف منسوب کردی ہیں مثلاً "بلاغ المبین" اور "تحفۃ الموحدین" جیسی جعلی کتابیں لکھ کر حضرت شاہ ولی اللہ کی طرف منسوب کردی ہیں، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی کتابوں میں تحریف کی، شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کے ترجمہ میں تحریف کی ہے، لیکن محققین نے ان خیانتوں پردہ چاک کردیا، جس کی تفصیل شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کتاب "انفاس العارفین" (اُردو ترجمہ)، مطبوعہ المعارف گنج بخش روڈ، لاہور کے مقدمہ اور "القول الجلی" مطبوعہ لاہور کے مقدمہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

چند اعتراضات اور ان کے جوابات

شاید کسی کے ذہن میں یہ اعتراضات پیدا ہوں کہ جناب ایصال ثواب تو اسے کیا جاتا ہے جو حاجت مند ہو، غوث پاک تو متقی پرہیز گار تھے، لہٰذا ان کو ایصال ثواب کرنے کا کیا مطلب؟ اور ایصال ثواب کے لئے کھانے اہتمام کیوں کیا جاتا ہے اور کھانا سامنے کیوں رکھا جاتا ہے؟ کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا تو ثابت ہے لیکن قرآنی آیات پڑھنا کہاں سے ثابت ہے؟

جوابات

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کو ایصال ثواب کرنا آپ کی خدمت میں ہدیہ اور تحفہ کے طور پر ہوتا ہے، ایصال ثواب کرنے سے اللہ تعالیٰ آپ کے درجات مزید بلند فرماتا ہے، اہل سنت حضور غوث پاک سے عقیدت و محبت رکھتے ہیں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف ہے کہ تحائف دینے سے محبت بڑھتی ہے، حضور غوث پاک کو خصوصی ایصال ثواب اس لئے کیا جاتا ہے کہ آپ تمام سلاسل اولیاء اللہ کے سردار ہیں، باقی تمام اولیاء اللہ کو بھی ایصال ثواب کیا جاتا ہے۔

کھانا کھلانا ثواب کا کام ہے، قرآن کریم میں بار بار خیرات و صدقہ کا ذکر آیا ہے، اس میں کوئی بُرائی نہیں، نفس خیرات کی مشروعیت قرآن سے ثابت ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "ومما رزقنھم ینفقون" اور ہمارے دیئے ہوئے رزق سے میری راہ خرچ کرتے ہیں، رہا یہ اعتراض کہ کھانا سامنے کیوں رکھا جاتا ہے؟ تو یہ ایک عجیب ہے، کھانا سامنے رکھنے کی چیز ہے پس پشت اس کا رکھنا کسی صاحب کو ثابت ہوا ہو تو وہ اس کی مخالفت کر سکتے ہیں، اور کھانا سامنے رکھنا ضروری بھی نہیں ہے، سامنے نہ ہو تب بھی

آپ اس کا ثواب پہنچا سکتے ہیں، کھانے پر بسم اللہ کے علاوہ قرآن پڑھنا درج ذیل حدیث سے ثابت ہے۔

واخرج ابو الحسن محمد بن احمد بن شمعون الواعظ فی امالیہ وابن نجار عن عائشة ان رجلاً اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فشکا الیہ ان ما فی بیتہ ممحوق من البرکة فقال این انت من آیت الکرسی ماتلیت علی طعام ولا دام الا انما اللہ برکة ذالك الطعام ولا دام"۔

(تفسیر در منثور، از امام جلال الدین سیوطی، طبع ایران، جلد ا، ص ۳۲۳)

ترجمہ۔ ابو الحسن محمد بن احمد بن شمعون الواعظ نے امالی میں اور ابن نجار نے نقل کیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اس کے گھر میں بے برکتی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا تو آیت الکرسی سے غافل ہے، کیونکہ جس کھانے اور سالن پر آیت الکرسی پڑھی جائے، اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دیتا ہے۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کھانے پر تلاوت قرآن سے کھانا بابرکت ہو جاتا ہے، حرام نہیں ہوتا، حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جس کھانے کا ثواب حضرت امامین رضی اللہ عنہم کو پہنچایا جائے اور اس پر فاتحہ وقل و درود پڑھا جائے وہ کھانا متبرک ہو جاتا ہے، اس کا کھانا بہت خوب ہے"۔

(فتاویٰ عزیزی، مطبوعہ ایچ۔ ایم سعید کمپنی، ادب منزل پاکستان چوک کراچی، ص ۱۶۷)

(سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو غوثِ اعظم کہنا)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف "الانتباہ فی سلاسل اولیاء" مطبوعہ آرمی برقی پریس دہلی کے صفحہ ۱۸ پر لکھا:

"غوث الفرد الجامع محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی"

صفحہ ۱۹ پر لکھا: "حضرت غوث"

صفحہ ۲۵ پر لکھا: "غوث الثقلین"

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی دوسری تصنیف "ھمعات" (فارسی)، مطبوعہ شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدر آباد سندھ ۱۹۶۴ء کے صفحہ ۶۲ پر لکھا ہے:

"حضرت غوث الاعظم"

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی تصنیف "انفاس العارفین" (فارسی) مطبوعہ ملتان کے صفحہ ۲۴ لکھا ہے: "حضرت غوث الاعظم"

صفحہ ۲۵ پر دو مرتبہ "حضرت غوث الاعظم" لکھا ہے۔

صفحہ ۳۸ پر تین مرتبہ "حضرت غوث الاعظم" لکھا ہے۔

صفحہ ۴۳ پر ایک مرتبہ "حضرت غوث الاعظم" لکھا ہے۔

صفحہ ۸۷ پر دو مرتبہ "حضرت غوث الاعظم" لکھا ہے۔

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے "ملفوظات عزیزی" مطبوعہ میرٹھ (یوپی، بھارت) کے صفحہ ۶۲ پر "غوث الاعظم" کے الفاظ لکھے ہیں۔

شاہ اسماعیل دہلوی کی کتاب "صراط مستقیم" (فارسی)، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ شیش محل روڈ لاہور کے صفحہ

۱۳۲، ۱۴۷ پر "غوث الاعظم" اور صفحہ ۱۶۶ پر "غوث الثقلین" کے الفاظ لکھے ہیں۔

حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو غوث اعظم کہنے کی مخالفت کرنے والوں کے نزدیک حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ اور اُن کے خاندان کا بڑا مقام ہے، اس لئے ہم نے زیادہ تر اسی خاندان کے حوالے دیئے ہیں، جن باتوں کی بنا پر یہ لوگ اہل سنت کو مشرک بدعتی کہتے ہیں وہی باتیں شاہ ولی اللہ اور اُن کے خاندان سے ثابت ہیں، مگر مجال ہے کہ ان لوگوں نے کبھی ولی اللہ خاندان کو مشرک بدعتی کہا ہو، کیا یہی انصاف ہے اور کیا یہی دین اسلام ہے؟

غیر صحابی کے لئے لفظ "رضی اللہ عنہ" کا استعمال

یہ بات عام طور پر مشہور ہے کہ "رضی اللہ عنہ" کے الفاظ کسی غیر صحابی کے لئے نہیں کہنے چاہئیں، کیونکہ یہ الفاظ صحابہ کرام کے ساتھ مخصوص ہیں۔

عرض ہے کہ غیر صحابی کے لئے "رضی اللہ عنہ" کے الفاظ استعمال کرنا جائز ہیں، جیسا کہ فقہ کی مشہور کتاب "درمختار مع شامی، جلد پنجم، ص ۴۸۰ پر ہے (ترجمہ) یعنی صحابہ کے لئے "رضی اللہ عنہ" کہنا مستحب ہے اور اس کا اُلٹ یعنی صحابہ کے لئے "رحمۃ اللہ علیہ" اور تابعین وغیرہ علماء و مشائخ کے لئے راجح مذہب پر "رضی اللہ عنہ" بھی جائز ہے، اسی طرح علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نے "نسیم الریاض شرح الشفاء قاضی عیاض" جلد سوم، ص ۵۰۹ پر تحریر فرمایا ہے، (ترجمہ) یعنی انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کے علاوہ آئمہ وغیرہ علماء و مشائخ کو غفران ورضا سے یاد کیا جائے تو غفر اللہ تعالیٰ اور رضی اللہ تعالیٰ کہا جائے۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "اشعۃ اللمعات" جلد چہارم، ص ۷۴۳ پر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ لکھا ہے، حالانکہ وہ صحابی نہیں، علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ شامی، جلد اول میں امام اعظم ابوحنیفہ کو چھ جگہ رضی اللہ عنہ لکھا ہے، امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر، جلد ہشتم، ص ۳۸۲ پر امام اعظم ابوحنیفہ کو رضی اللہ عنہ لکھا ہے، حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ "مرقاۃ شرح مشکوٰۃ" جلد اول، ص ۳ پر امام اعظم ابوحنیفہ اور امام شافعی کو رضی اللہ عنہ لکھا ہے، مسلم شریف کے شارح امام محی الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ نے "مقدمہ شرح مسلم" ص ۱۱ پر امام مسلم کو رضی اللہ عنہ لکھا ہے، مشکوٰۃ شریف کے مصنف شیخ ولی الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ شریف کے مقدمہ، ص ۱۱ پر علامہ ابو محمد حسن بن مسعود فراء بغوی کو رضی اللہ عنہ لکھا ہے، مولوی عاشق الٰہی میرٹھی نے بھی مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی قاسم نانوتوی کے لئے رضی اللہ عنہ لکھا، دیکھئے (تذکرۃ الرشید، مطبوعہ ادارہ اسلامیات، انارکلی، لاہور، ص ۲۸)، غیر مقلدین نے بھی "رضی اللہ عنہ" کو غیر صحابی کے لئے کہنا جائز لکھا، دیکھئے (ہفت روزہ الاعتصام، لاہور، شمارہ ۱۱ ستمبر ۱۹۹۸ء، ص ۶)۔

قرآن کریم سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ رضی اللہ عنہ کے الفاظ صحابہ کرام کے ساتھ خاص نہیں، سورہ البینہ پارہ ۳۰ میں ہے یعنی "رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈریں" مفسرین نے اس آیت کے تحت لکھا ہے، جیسا کہ امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں کہا کہ اس کی تفسیر دوسری آیات میں ہے کہ اللہ کے بندے علماء ہی کو خشیت الٰہی حاصل ہوتی ہے، "انما یخشی اللہ من عبادہ العلموا" ثابت ہوا کہ "رضی اللہ عنہ" صرف باعمل علماء و مشائخ کے لئے ہے، مگر یہ الفاظ بڑے موقر ہیں، اس لئے بہت سے لوگ انہیں صحابہ کرام ہی کے لئے خاص سمجھتے ہیں، لہٰذا انہیں ہر ایک لئے استعمال نہ کیا جائے بلکہ انہیں بڑے بڑے علماء و مشائخ کے لئے ہی استعمال کیا جائے، جیسا کہ ہمارے بزرگوں نے کیا ہے۔

مومن کے ماہ و سال

اردو ترجمہ مع عربی متن

مَاثَبَتَ بِالسُّنَّۃِ فِیْ اَیَّامِ السَّنَۃِ

٭

عربی تصنیف ——— کا ——— اردو ترجمہ

عارف باللہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ — مولانا اقبال الدین احمد صاحب

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس تعلیمات کی روشنی میں ہر مسلمان کے لیے پورے
سال کے اعمال واشغال، نماز و روزہ، دعا و استغفار کا ایک مکمل دستور العمل
ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنی زندگی اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لیے ہر ماہ کے متعلق
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق عمل کر کے اپنے دین و دنیا کو
کامیاب بنائے

اعتقاد پبلشنگ ہاؤس

۱۵۶۱، کوتانہ اسٹریٹ، سوئی والان، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

تھے کہ ایک کریہہ المنظر بدصورت شخص آیا اور کہا السلام علیک یا ولی اللہ! میں شعبان ہوں اور اللہ نے اس ماہ میں مقدر کر دیا ہے کہ بغداد میں بلائیں آئیں گی، ارض حجاز میں سخت قحط ہو گا اور خراسان میں رن پڑے گا چنانچہ جیسا اس آمدہ بدصورت نے کہا تھا ویسا ہی دیکھنے میں آیا۔

عرس غوث اعظم رح

مستند روایات معلومہ کے پیش نظر غوث اعظم کا عرس ۹۔ ربیع الآخر کو ہونا چاہیے اور اسی تاریخ کو پیر و مرشد امام کامل و عارف شیخ عبدالوہاب قادری المتقی مکی آپ کا عرس قرار دیتے تھے۔ یہ وہ تاریخ عرس ہے جو قابل اعتماد اس سبب سے بھی ہے کہ یہی تاریخ عرس ہمارے پیر و مرشد شیخ اعظم علی متقی رح اور دیگر شیوخ کے نزدیک قابل اعتماد ہے۔

لیکن ہمارے ملک میں ان دنوں ۱۱۔ ربیع الثانی ہی زیادہ مشہور معروف ہے اور غوث الاعظم کی اولاد و مشائخ عظام مقیم ہند (و پاک) گیارہویں تاریخ کو عرس کرتے ہیں۔

نیز اسی طرح پیر و مرشد سیدنا سید یحیی رضی الرضی ابوالمحاسن سید شیخ موسی حسنی جیلانی ابن شیخ کامل عارف حق معظم و مکرم ابوالفتح شیخ حامد حسنی جیلانی نے اوراد قادریہ میں لکھی ہے اور شیخ حامد حسنی جیلانی ایک متفق علیہ ولی اللہ تھے جن کا لقب مخدوم ثانی اور عبدالقادر ثانی تھا انہوں نے اپنے آباء کرامؒ کی زبانی آپؒ کے عرس کی تاریخ گیارہویں لکھی ہے۔

شیخ وقت امام عبداللہ یافعی نے اپنی کتاب خلاصہ المفاخر اور مشہور عالم تاریخ مسمی مرآۃ الجنان میں آپ کی تاریخ رحلت ماہ ربیع الثانی ۵۶۱ھ تحریر کی ہے اور کوئی دن تاریخ تحریر نہیں ہے انہوں نے تاریخ کا تعین شاید عدم معلومات یا اختلاف تاریخ کی وجہ سے نہیں کیا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ کی تاریخ وفات ۱۷۔ ربیع الثانی ہے اور یہ بے اصل

زاد المتقین

فی

سلوک طریق الیقین

تصنیف

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(اس کتاب میں)

حضرت شیخ علی متقی گجراتی "صاحب کنز العمال" ہستی کے خلیفہ حضرت شیخ عبد الوہاب متقی گجراتی اور حرمین شریفین میں اس دور کے عالم اسلامی کے مشہور فقہاء، محدثین، صوفیہ، مشائخ اور بزرگوں کے علمی نکات، اسرار، حدیث، تصوف کے سلسلے کی خدمات، اور ان کے حالات، عجیب، حیرت انگیز، عبرت انگیز و حکمت آموز ہیں۔

اردو ترجمہ و تشریح

مولانا ڈاکٹر محمد عبد الحلیم چشتی

فاضل دار العلوم دیوبند، پی ایچ ڈی

ناشر

ڈاکٹر محمد عبد الرحمن غضنفر

مؤسس و مدیر

الرحیم اکیڈمی

ا ۷/۶/۱، ناظم آباد پوسٹ آفس، لیاقت آباد

کراچی ۵۹۰۰

ہم اس کے خریدار ہیں جس قیمت میں بھی تم بیچو' حالانکہ وہ خود ان چیزوں کا ایک پیسہ بھی نہ لگاتا' بڑی رقم جو بھی اس نے عالم جدائی و حالت موت میں مانگی دیدی' ساتھیوں نے کہا بھی کہ یہ سامان اس قیمت کا نہیں ہے' فرمایا خاموش رہو' یہ ہمارے دوست ہیں ہم نے ان کو شیخ متقی کے زمانے میں دیکھا تھا اور ان کی خدمت میں ان کی آمد و رفت تھی' وہ اور بھی خوش ہوا اور ان کے گھر سے باہر نکل جانا غنیمت سمجھا' اس نے کہا میں اب باہر جاتا ہوں اور اس رقم سے اپنے لئے کپڑے خریدوں گا' علاج کراؤں گا' اسے اسی چارپائی پر بٹھا کر باہر بھیج دیا وہ بھی خوشی خوشی چلا گیا اور یہ اپنے وقت کی بربادی اور اس کی پریشان حالی کی فکر سے بچ گئے۔ وہ اسی دن یا دوسرے دن مر گیا۔

(فتوحات پر گزر بسر)

اللہ تعالیٰ ظاہری و باطنی فتوحات کا دروازہ ان کے خدام پر کھلا رکھے۔ شاہ روم کی جانب سے جو وظائف اہل حرمین کے لئے مقرر ہیں موصوف ان میں سے اپنے پاس کچھ نہیں رکھتے' گجرات و دکن کے تاجر اور سیٹھ بہت خدمت کرتے ہیں' کبھی مصر و شام کے بعض اہل خیر تھوڑی بہت فتوحات بھیجتے ہیں اس سے بسر اوقات بفراغت ہوتی رہتی ہے۔ اپنی فطری بلند ہمتی سے خرچ بہت رکھتے ہیں۔ سال میں چار مرتبہ عرس کرتے ہیں بہت لوگ جمع ہوتے ہیں۔ کھانا کھاتے ہیں۔ حضرت رسالت مآب ﷺ کی محفل میلاد' حضرت غوث پاک کا عرس' حضرت متقی اور اپنے والد ماجد کا عرس کرتے ہیں۔ حضرت غوث پاک کا عرس نویں ربیع الآخر کو کیا جاتا ہے۔ بہجۃ الاسرار کی روایت کے مطابق یہی صحیح تاریخ ہے اگرچہ ہمارے دیار میں گیارہویں تاریخ

اخبار الاخیار اردو

مصنف

ابو المجد شیخ عبد الحق محدث دہلوی

مترجمین

مولانا سبحان محمود صاحب استاد الحدیث دار العلوم

مولانا محمد فاضل صاحب دار العلوم

اس کتاب میں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی مشہور و معروف تصنیف اخبار الاخیار ہند و پاک کے تقریباً تین سو اولیائے کرام و صوفیائے عظام کا مشہور و مستند تذکرہ ہے جس میں علماء و مشائخ کی پاکیزہ زندگیوں کی دل آویز داستانیں پوری تحقیق سے لکھی گئی ہیں۔ یہ کتاب ایک قابل قدر تاریخی و علمی شاہکار ہونے کے علاوہ حکمت و نصائح اور پاکیزہ تعلیمات کا بیش بہا ذخیرہ ہے

ناشر

مدینہ پبلشنگ کمپنی - بندر روڈ کراچی

(قیمت:- بیالیس روپے)

لله الحمد و المنة کہ

١—١ / ١٣٠١
نسخہ متبرکہ

ملفوظات

زبدة المفسرین خلاصة المحدثین قدوة الکاملین جامع
علوم ظاہری و منبع فیوض باطنی مولانا و مقتدانا حضرت

شاہ عبدالعزیز صاحب

محدث دہلوی قدس سرہٗ

حسب فرمایش قاضی محمد بشیر الدین میرٹھی مدرس مدرسہ تھرا
در [illegible] دو [illegible] و پنج [illegible] بطبع گردیدہ تا مکمل شد

در مطبع مجتبائی میرٹھ طبع گردید

۱۲

لگاتے، باقی حقیقت حال اللہ ہی زیادہ جانتا ہے۔

حکایت ہے کہ ایک بار شیخ امان کو اس حالت میں دیکھا گیا کہ وہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے اور سورہ فاتحہ میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ پوری طرح نہ پڑھ سکتے بلکہ اس کو بار بار دہراتے یہاں تک کہ بیہوش ہو کر گر پڑتے، نماز پڑھتے وقت آپ کا رنگ متغیر ہو جاتا اور قیام کی طاقت نہ رہتی، واللہ اعلم بحقیقت الحال۔

آپ شیخ محمد حسنؒ کے مرید اور شیخ مودود لاری کے شاگرد تھے اکثر سلسلوں سے تعلق رکھتے تھے اور مسلکِ قادریہ میں دو واسطوں سے نعمت اللہ شاہ ولی تک پہنچتے ہیں، تمام مسلکوں میں سے مسلک قادریہ آپ پر غالب تھا۔

حکایت ہے کہ شیخ امان اپنے دوستوں سے ملنے دہلی آیا کرتے تھے آخری مرتبہ جب دہلی سے جانے لگے تو اپنے دوستوں سے کہا کہ اس مرتبہ لمبا سفر کرنا ہے اس پر آپکے مخصوص دوست شیخ زکریا اجودھنی نے کہا کہ ہم بھی آپکے ساتھ سفر میں رہیں گے آپ نے جواب میں فرمایا کہ اگر ظاہری سفر ہوتا تو آپ ساتھ ہوتے لیکن یہ دوسرا سفر ہے اس لئے میں آپ کو اللہ کی حفاظت میں دیکر جا رہا ہوں پھر بعد میں گھر جا کر آپ نے ہر چیز کو دیکھا اور اُن سے رخصت ہوئے، قرآن شریف کو کھول کر دیکھا اور فرمایا اے کتاب کریم میں نے تجھ سے استفادہ کر کے بیحد فائدے اُٹھائے، اسی طرح کمرہ اور کمرے کی ہر چیز کو وداع کہا اسی حالت میں آپ کو بخار چڑھ گیا تو آپ نے فرمایا بہت سا پانی گرم کرو اور نئے لوٹے لے آؤ تاکہ عمر بھر کے دھبے دُور ہو جائیں۔

گیارہ ربیع الثانی کو غوث الثقلین کا عرس کیا اور کہا کہ غوثِ پاک سے پہلے قدم اٹھانا درست نہیں چنانچہ اس دن عرس کے لئے جو کھانا پکوایا تھا تقسیم کر دیا۔

بارہ ربیع الثانی کو آپ پر سکرات موت کا غلبہ ہوا تو آپ نے اسی حالت میں کہا مشائخینِ طریقت کھڑے ہیں اور فتویٰ توحید طلب کر رہے ہیں چنانچہ کلمات توحید آپ کی زبان پر جاری تھے۔ بارہ ربیع الثانی ۹۹۷ھ کو آپ نے انتقال فرمایا۔

آپ کے شاگرد و معتقد بکثرت ہیں جن میں سے شیخ تاج الدین بن زکریا اجودھنی

معصوم کسے است کہ بروی گناہ محال باشد باوجود استعداد گناہ محفوظ کسے کہ ازو گناہ ممکن
بود مگر واقع نشود اول مستلزم محال است دوم ممکن غیر واقع ارشاد شد کہ روزے حضرت
غوث الاعظم را کہ کافی گویند تاریخ یازدہم بادشاہ وغیرہ اکابران شہر جمع گشتہ بعد نماز عصر کلام او
و قصاید مدحیہ و آنچہ حضرت غوث در وقت غلبہ حالات فرمودہ اند و شوق انگیز بے مزامیر با نغمہ
میخوانند و بعد ازان صاحب سجادہ در میان دیگر شاگرد او مریدان نشستہ و صاحب حلقہ استادہ ذکر جہر
میگویند درین اثنا بعضے را وجد و سوزش ہم میشود باز چیزے از قبیل سابق خواندہ و آنچہ طیار روی
باشد از قبیل طعام و شیرینی حیاز کردہ تقسیم کردہ نماز عشا خواندہ رخصت میشوند ارشاد شد
شب پانزدہم شعبان از وقت مغرب تا صبح صادق نزول الہی یعنی تجلیات الہی بر جہار دنیا میشود
اگر تواند تمام شب یا اکثر شب زندہ دارد و از قول مشایخ صد رکعت بعد الحمد للہ قل ہو اللہ یکبار بہ
پنجاہ سلام یا دو رکعت بدہ سلام پنجاہ پنجاہ بار سورہ اخلاص و نیز فرمود کہ در حدیث ضعیف کہ در
آن تحریر نیست مگر برای عمل بہتر است چہاردہ رکعت باید خواند بعد ادائے آن چہاردہ چہاردہ
بار سورہ الحمد و سورہ اخلاص و سورۃ الفلق و سورہ الناس و یکبار آیۃ الکرسی و یکبار آیہ حریص
علیکم با ختم خواندہ دعا در حق خود و اقربا خود و احیا کند و نیز فرمود کہ یٰسین یکبار خواندہ یکبار
دعا در حق خود بہر کہ نماید باز ہر بار خواندہ یکدعا میکردہ باشند قبول خواہد شد ارشاد شد
کہ ہر چہاردہ قسم کہ سبق ذکر آن شدہ بیشتر تقدیر مبرم است معلق را دخل نیست مگر در بعض بنا کہ
ازان معلق میبود چنانچہ واقعہ آنکس کہ روز زینہ در تمام سال کہ چنین بود دیدہ یکبار گرفتہ اند چنانکہ دو
باز یافتند ارشاد شد زکی آنست کہ اعتبارات ثلثہ را مجرد گفتہ بعضی بعد لیکن از تقریر شد ارشاد
شد شمس العامرۃ سبب النافرہ ارشاد شد کہ در فن ریاضی مثل مولوی رفیع الدین
در ہند و ولایت نخواہد بود و اہل قصبات را ازین فنون مناسبت کمی باشد مگر مولوی عبد العلی
صاحب را مریدے پرسید کہ تجدید بیعت از شیخ واحد آمدہ ارشاد شد کہ آرے اگر نوع
باشد خلاف طریقت یا شریعت چیزے کردہ باشد واجب است اگر پیر موجود نبود از خلیفہ او مرید

فتاویٰ ثنائیہ

جس میں،

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کے

۴۴ سالہ فتاویٰ کو فقہی ترتیب کے ساتھ اس طرح مرتب کر دیا گیا ہے

کہ عبادات و معاملات کا کوئی مسئلہ باقی نہیں رہا

محشی بحواشی شیخ الحدیث حضرت مولانا ابوسعید شرف الدین دہلوی رحمہ اللہ

جلد ثانی

مرتبہ

حضرت مولانا محمد داؤد صاحب راز

ناشر: ادارہ ترجمان السنۃ، ۷، ایبک روڈ، لاہور

سوال: پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بعض علماء کا یہ بیان صحیح ہے یا غلط کہ ان کے والدین موحد مومن تھے۔ تفسیر ترجمان القرآن میں جابجا اس کے برخلاف لکھا ہوا ہے لہٰذا آپ کا کیا ارشاد ہے۔

جواب: میرے نزدیک صاحب ترجمان القرآن کا قول صحیح ہے۔ اخبار اہلحدیث میں بھی کئی جگہ لکھا جا چکا ہے۔ (اہلحدیث ۲۲ محرم سنہ ۶۲ھ)

سوال: چینی کی رکابیوں پر جو لوگ عربی وغیرہ لکھ کر بیماروں کو پلاتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں؟ (اہلحدیث ۲۲ محرم سنہ ۶۲ھ)

جواب: آیات قرآنی کو لکھ کر پلانا بعض صلحاء نے جائز لکھا ہے۔ (اہلحدیث ۲۲ محرم سنہ ۶۲ھ)

سوال: اگر کوئی مولوی صاحب منبر پر شاہ ولی اللہ، شاہ رفیع الدین رح نواب صدیق حسن خان رح صاحبان کو سخت سست کہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

جواب: ایسا شخص بحکم حدیث سباب المسلم فسوق فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز جائز ہے بحکم حدیث صلوا خلف کل بر و فاجر اور بحکم قرآن وارکعوا مع الراکعین۔ (۲ صفر سنہ ۶۲ھ)

سوال: جو لوگ تعویذ وغیرہ لکھ کر باندھتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ (امیر عظمت اللہ مدراس)

جواب: تعویذ کا مضمون اگر قرآن و حدیث کے مطابق ہو یعنی شرکیہ نہ ہو تو بعض صلحاء بچوں کے گلے میں ڈالنا جائز کہتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ (اہلحدیث ۲۱ محرم سنہ ۶۲ھ)

سوال: اگر کوئی مدرسہ سود کے روپے پر خریدا جائے تو اس میں قرآن و حدیث کی تعلیم جائز ہے یا ناجائز۔ (خریدار اہل حدیث نمبر ۱۲۰۵)

جواب: یہ سوال دو پہلو رکھتا ہے۔ ایک یہ کہ سود سے حاصل کیا ہوا روپیہ مراد ہے یا سودی قرضہ پر لیا ہوا روپیہ۔ یہ دونوں صورتیں موجب گناہ ہیں لیکن تعلیم وہاں جائز ہے جیسے بت خانوں میں تعلیم قرآن جائز ہے۔ چنانچہ حرم شریف میں قبل از غلبہ اسلام تعلیم دی جاتی تھی۔ حالانکہ وہ بت خانہ بنا ہوا تھا۔ (۱۳ صفر سنہ ۶۳ھ)

سوال: مچھلی بیوں بغیر تکبیر کے حلال ہوئی اور کب سے کس نبی کے زمانہ میں اور اسی طرح مکڑی[1]

[1] مکڑی حشرات الارض میں داخل ہے اس کے حلال ہونیکا ہمارے علم میں کوئی ثبوت نہیں ۱۲ محمد داؤد راز

سوال: ایک مومن اور کافر ایک مکان میں رہتے ہیں۔ اس مکان میں آگ لگ گئی اور دونوں ایسے جلے کہ شناخت نہیں رہی اب ان کی تجہیز و تکفین جنازہ کیسے کیا جاوے؟

جواب: حدیث شریف میں ہے کہ جس مجلس میں کافر اور مومن دونوں ہوتے تھے آنحضرت صلعم ان کو السلام علیکم کہہ دیا کرتے تھے۔ اس قاعدے کے مطابق دونوں کو غسل دے کر سامنے رکھ کر جنازہ پڑھ دیں اور یہ نیت کریں کہ جو ان میں سے جنازے کے لائق ہے اس کو پڑھتے ہیں۔

(۲۰ محرم سنہ ۴۵ھ)

سوال: کوئی شخص منگل بدھ وغیرہ دنوں میں مر جائے تو اس کی قبر پر کسی آدمی کو قرآن پڑھنے کے لئے جمعرات کی مغرب تک بٹھانا اس نیت سے کہ یہ شخص جمعہ میں مل جاوے گا جائز ہے یا نہیں؟ اور یہ کہ جب تک قرآن قبر پر باآواز بلند پڑھا جاوے تب تک اس کو پوچھ نہیں ہوتی ہے؟

جواب: یہ بات کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہیں، پیٹ پرستوں کے چلے ہیں۔

(۶ ربیع الاول سنہ ۴۵ھ)

سوال: مردے کو قبر میں رکھ کر قل کے ڈھیلے اس کے سرہانے رکھتے ہیں الخ

جواب: قبر پر پتھر وغیرہ کوئی نشان رکھ کر بعد دفن کے مٹی کو جمانے کے لئے پانی ڈالنا حاضرین کا ہاتھوں سے بطور ہمدردی قبر میں مٹی ڈالنا اور دعائے مغفرت کرنا یہ سب مضامین تو احادیث میں آگئے ہیں اس کے سوا جو کچھ ہے وہ بدعت قابل ترک ہے۔ (۶ ربیع الاول سنہ ۴۵ھ)

تشریح: کفن پر لکھنا جواب نامہ کا اور قل کے ڈھیلے قبر میں رکھنا درست نہیں بلکہ یہ دونوں کام بدعت ہیں واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ سید شریف حسین عفی عنہ۔ (فتاوی نذیریہ ص ۴۲۳ ج ۱)

سوال: میت کو ثواب رسانی کی غرض سے بہیئت اجتماعی قرآن خوانی کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: بہ نیت نیک جائز ہے اگرچہ ہیئت کذائی سنت سے ثابت نہیں۔ میت کے حق میں سب سے مفید تر اور قطعی ثبوت کا طریق استغفار و بخشش مانگنا ہے۔ (۱۸ ربیع الثانی سنہ ۴۵ھ)

سوال: اپنی مرنے والی بیوی کو مرد قبر میں اتار سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اتار سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ... فرمایا اگر تو میرے پہلے فوت ہوئی تو میں تجھے غسل دوں گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ کو غسل دیا تھا۔ اتارنا تو بہت آسان ہے۔

(۱۲ محرم سنہ ۴۳ھ)

جواب: شریعت ان احکام کا نام ہے جو قرآن و حدیث میں مذکور ہیں۔ ان احکام کو بحضور قلب دل لگا کر ادا کرنا طریقت و حقیقت ہے۔ حقیقت شریعت کے مخالف نہیں ہو سکتی بلکہ حقیقت شریعت کے لئے طریق کار کا نام ہے۔ اسی لئے حضرت مجدد صاحب سرہندی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کل حقیقة ردته الشریعة فهي زندقة[1] یعنی حقیقت کے جس مسئلہ کو شریعت رد کر دے وہ واقعی الحاد و بے دینی ہے۔ یہ تینوں (طریقت حقیقت اور معرفت) دراصل شرعی احکام کے طریق کار کے نام ہیں۔ اور یہ تینوں دراصل ایک ہیں۔ (۹ ذی الحجہ ۱۳۴۳ھ)

سوال: کل یہاں ایک جلسہ بنگلور کے مسلم لائبریری کا ہوا جس میں مولوی حاجی غلام محمد شملوی نے لکچر دیا دوران تقریر میں گیارہویں اور بارہویں میں برائے ایصال ثواب غرباء کو کھانا وغیرہ کھلانا جائز کہا ہے آپ اس کے عدم ثبوت کے دلائل پیش کریں۔

(نیاز مند سید محمد ہاشم خریدار)

جواب: گیارہویں بارہویں کی بابت تحقیق میں اختلاف صرف اتنی بات میں ہے کہ مانعین اس کو لغیر اللہ سمجھ کر مَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ میں داخل کرتے ہیں۔ اور قائلین اس کو لغیر اللہ میں نہیں جانتے۔ مولوی غلام محمد صاحب نے دونوں کا اختلاف مٹانے کی کوشش کی ہوگی کہ گیارہویں بارہویں کا کھانا بغرض ایصال ثواب کیا جائے یعنی یہ نیت ہو کہ ان بزرگوں کی روح کو ثواب پہنچے نہ کہ یہ بزرگ خود اس کھانے کو قبول کریں اس صورت میں واقعی اختلاف اٹھ جاتا ہے۔ اب نام کا جھگڑا باقی رہ جاتا ہے کہ اس قسم کی دعوت کو گیارہویں بارہویں کہیں یا نذر اللہ کہیں۔ اس میں شک نہیں کہ شریع شریف میں گیارہویں بارہویں کے ناموں کا ثبوت نہیں۔ اس لئے یہ نام نہیں چاہئے۔ فقط دعوت فی اللہ کی نیت چاہئے۔ دیگر ہیچ۔

(اہل حدیث۔ ۲۰ جمادی الاول ۱۳۴۶ھ)

سوال: ختنہ جس کو مسلمانی بھی کہتے ہیں یعنی مسلمانیت کی ایک خاص علامت ہے اس کا وجود کس طرح ہوا اور کب سے شروع ہوا؟ اگر یہ ابراہیمی سنت ہے

---

[1] مکتوبات۔

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

فتاویٰ رشیدیہ کامل

مبوّب بطرزِ جدید

از افاضات مبارکہ

حضرت مولانا الحاج الحافظ رشید احمد صاحب گنگوہیؒ

ناشران

ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی

ما شاء الله لا قوة الا بالله

حسب فرمائش

جناب حاجی محمد سعید تاجر کتب نمبر ۵۸ خلاصی ٹوله کلکته ۱۳

فیصلہ ہفت مسئلہ

مع

ارشاد مرشد

باہتمام نیاز مند حاجی محمد شفیع ابن جناب حاجی محمد سعید صاحب

غفر له الله الواهب

۱۳۱۰

در مطبع جیّد [illegible] واقع [illegible] طبع شد

ہر علم و فن کی عمدہ و سستی کتابیں ملنے کا پتہ:- حاجی محمد سعید تاجر کتب نمبر ۵۸ خلاصی ٹولہ کلکتہ ۱۳

جواب:- صلوٰۃ غوثیہ کی حقیقت ہم کو معلوم نہیں اور صلوٰۃ معکوس فی الحقیقت نماز نہیں، بلکہ مجاہدہ ہے اور صلوٰۃ تحویل کا ثبوت صحاح حدیث سے نہیں۔

صلوٰۃ الرغائب وغیرہ کا حکم

سوال:- صلوٰۃ الرغائب رجب کے اول جمعہ کی شب کو اور صلوٰۃ نصف شعبان اور صلوٰۃ الضحیٰ بہیئت مخصوصہ ثابت ہیں یا نہیں، در صورت عدم ثبوت ان کا فاعل کس درجہ کا گنہگار ہوگا۔ کبیرہ کا یا صغیرہ کا فقط۔

جواب:- یہ نمازیں بایں قیود جو مروج ہیں بدعت ضلالہ ہیں جس کا مآل گناہ کبیرہ کا ہے۔ اگرچہ نفس صلوٰۃ نفل مندوب ہے۔ شرح اس کی براہین قاطعہ میں دیکھو فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

الا تاریخ کو نذر اللہ کر کے غرباء و امراء کو کھانا کھلانا

سوال:- ایک شخص ہر مہینہ کی گیارہ تاریخ کو گیارہویں کرتا ہے نذر اللہ اور کھانا پکا کر غرباء اور امراء سب کو کھلاتا ہے اور اپنے دل میں یہ سمجھتا ہے کہ جو چیز نذر لغیر اللہ ہو وہ حرام ہے اور میں جو گیارہویں کرتا ہوں یا توشہ کرتا ہوں کہ جو منسوب ہے بفعل حضرت بڑے پیر صاحبؒ اور حضرت شاہ عبدالحق صاحبؒ کے ہرگز ان حضرات کی نذر نہیں کرتا بلکہ محض نذر اللہ کرتا ہوں صرف اس توقع سے کہ یہ حضرت کیا کرتے تھے ان کے عمل کے موافق عمل کرنا موجب خیر و برکت ہے اور جو شخص ان حضرات کی یا اور کسی کی نذر کریگا سوائے اللہ جل شانہٗ وہ حرام ہے کبھی حلال نہیں تو اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایسے عقیدے والے کو گیارہویں یا توشہ کرنا جائز ہے یا نہیں اور موجب برکت بھی ہے یا نہیں اور اس کھانے کو مسلمان دیندار تناول فرمائیں یا نہیں۔

جواب:- ایصال ثواب کی نیت سے گیارہویں کو توشہ کرنا درست ہے مگر تعین یوم و تعین طعام کی بدعت اس کے ساتھ ہوتی ہے اگرچہ فاعل اس تعین کو ضروری نہیں جانتا مگر دیگر عوام کو موجب ضلالت کا ہوتا ہے لہٰذا تبدیل یوم و طعام کیا کرے تو پھر کوئی خدشہ نہیں۔

تین برس کے بچہ کی فاتحہ

سوال:- تین برس کے بچے کی فاتحہ دوجہ کی ہونا چاہیئے یا سوم کی ہونا چاہیئے بینوا توجروا۔

جواب:- شریعت میں ثواب پہنچانا ہے دوسرے دن ہو خواہ تیسرے دن باقی یہ تعین عرفی ہیں جب

دوسرا مسئلہ فاتحہ مروجہ کا

اس میں بھی وہی گفتگو ہے جو مسئلہ مولد میں مذکور ہوئی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نفس ایصال ثواب ارواح اموات میں کسی کو کلام نہیں اس میں بھی تخصیص و تعیین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب و فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تقیید ہیئت کذائیہ ہے تو کچھ حرج نہیں جیسا بمصلحت نماز میں سورت خاص معین کرنے کو فقہائے محققین نے جائز رکھا ہے اور تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے اور بعد تامل یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصال ثواب کی نیت کر لی متاخرین میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب و لسان کے لیے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے اسی طرح اگر یہاں بھی زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اس کا مشار الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو کھانا روبرو لانے لگے کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی بھی پڑھا جائے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جاوے گا کہ جمع بین العبادتین ہے ع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار قرآن شریف میں بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں کسی نے خیال کیا کہ دعا کے لیے رفع یدین سنت ہے ہاتھ بھی اٹھانے لگے کسی نے خیال کیا کھانا جو مسکین کو دیا جاوے گا اس کے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے پانی پلانا بڑا ثواب ہے اس پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ لیا پس یہ ہیئت کذائیہ حاصل ہو گئی رہا تعیین تاریخ یہ بات تجربے سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو تو اس وقت وہ یاد آ جاتا ہے اور ضرور رہتا ہے اور نہیں تو سالہا سال گذر جاتے ہیں کچھ خیال بھی نہیں ہوتا اسی قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں جن کی تفصیل طویل ہے محض بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا ذہین آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہے اور قطع نظر مصالح مذکورہ کے بعض اسرار بھی ہیں پس اگر کوئی مصالح بنائے تخصیص ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں

رہا عوام کا غلو اور اس کی اصلاح کرنی چاہیے اس عمل سے کیوں منع کیا جائے ثانیاً ان کا غلو اہل فہم کے فعل میں موثر نہیں ہو سکتا انما الاعمال بالنیات رہا شبہ تشبہ کا اس میں بحث از بس طویل ہے مختصر اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ تشبہ اس وقت تک بنتا ہے جب تک عادات اس قوم کے ساتھ ایسی مخصوص ہوں کہ جو شخص وہ فعل کرے اسی قوم سے سمجھا جائے یا اس پر حیرت ہو اور جب دوسری قوم نے بھی عمل کرنا شروع کیا تو وہ تشبہ جاتا رہتا ہے ورنہ اکثر امور متعلق عادات و ریاضات جو غیر قوموں سے ماخوذ ہیں مسلمانوں میں اکثر پھیل گئے کہ کسی عالم و درویش کا گھر بھی اس سے خالی نہیں اور بدرسوم نہیں ہو سکتے قصہ تطہیر اہل قبا اس میں کافی حجت ہے البتہ جو ہیئت عام نہیں ہوئی وہ موجب تشبہ ہے اور ممنوع پس یہ ہیئت مروجہ ایصال کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں۔ اور گیارہویں حضرت غوث پاک قدس سرہ کا دسواں بیسواں چہلم ششماہی سالیانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ و حلوائے شب برات اور دیگر طریق ایصال ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں اور مشرب فقیر کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ فقیر پابند اس ہیئت کا نہیں ہے مگر کرنے والوں پر انکار نہیں کرتا اور علاوہ اس کے [illegible] ملحوظ رکھنا چاہیے یعنی دونوں فریقوں کا باہم میل جول کر رہنا اور مباحثہ و قیل و قال نہ کرنا اور ایک دوسرے کو وہابی بدعتی نہ کہنا اور عوام کو غلو اور جھگڑوں سے منع کرنا سب بحث مولد میں گزر چکا۔

(بغیر اجازت مصنف کوئی صاحب طبع نہ فرمائیں)

صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ (بخاری شریف)

رسولِ خدا فرماتے ہیں "نماز ٹھیک اسی طرح پڑھو جس طرح تم نے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا"

خدا کے آخری رسول حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی

نماز کا مکمل ضابطہ

صلوٰۃ الرسول صلے اللہ علیہ وسلم

جس کے نورانی اوراق میں وہ دُررِ آبدار منتشر ہیں جو وحیِ الٰہی کے یمِ ھُدیٰ سے رسالت کی غواصی نے پائے ہیں اور جن کی تابانی اور درخشانی کا نور جویانِ خدا کو خبیث و عصیاں کی ظلمت سے نکال کر بارگاہِ ایزدی میں پہنچاتا ہے

تالیف

حضرت مولانا حکیم محمد صادق صاحب سیالکوٹی مد ظلہ

ناشر

مکتبہ نعمانیہ۔ اردو بازار۔ گوجرانوالہ

لاہور میں ملنے کا پتہ

نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

قیمت ۱۲ روپے

اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دعاذی النون۔ (حضرت یونسؑ) کی مچھلی کے پیٹ میں دعا (آیہ کریمہ) لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ہ اور جو کوئی مسلمان کسی کام کے لئے یہ دعا پڑھتا ہے خدا تعالیٰ قبول فرما لیتا ہے۔ (ترمذی)

ایک شخص نے عرض کیا۔ اے رسولِ خدا! کیا یہ دعا حضرت یونس علیہ السلام سے متعلق ہی مخصوص ہے؟ حضورؐ نے فرمایا۔ کیا تو نے خدا تعالیٰ کی یہ بات نہیں سنی۔ فَنَجَّیْنٰہُ مِنَ الْغَمِّ وَکَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ۔ (رواہ احمد) یعنے خدا نے فرمایا۔ کہ ہم نے (اس دعا کے پڑھنے کے سبب) حضرت یونسؑ کو غم سے نجات دے دی۔ اور اسی طرح ہم (قیامت تک اس آیہ کریمہ کے ساتھ دعا کرنے والے) مومنوں کو غموں دکھوں، دردوں سے) نجات دیں گے:

پس قرآن اور حدیث سے یہ معلوم ہوا۔ کہ یہ دعا بڑا بھاری وظیفہ ہے۔ ہر قسم کی تکلیفوں، مصیبتوں، دکھوں، دردوں، اور اندوہوں، سے نجات پانے کے لئے بڑا کامیاب وظیفہ ہے۔ بنہایت مجرب التاثیر اور نہایت سریع الاثر دعوت ہے۔ تمام اولیاء اللہ اور صلحائے امت کا اس کی سرعت تاثیر اور عدم تخلف پر اجماع اور اتفاق ہے۔

پڑھنے کا طریقہ اس کے پڑھنے کے طریقے اپنے احوال و اشغال کے لحاظ سے مختلف ہیں۔ ایک طریق تو یہ ہے۔ کہ ہر روز رات کو بعد نماز عشاء ایک ہزار بار پڑھیں اول

آخر تین تین بار درود شریف بھی (قعدۂ تشہد والا) ضرور پڑھیں ۔ بارہ روز تک پڑھیں ۔ انشاء اللہ اکل حلال اور صدق مقال کی پابندی سے پڑھنے پر کام ہو جائے گا ۔ ورنہ چالیس روز تک پڑھیں، لیلائے مرام سے ہم آغوش ہو جائیں گے ۔

دوسرا طریق یہ ہے ۔ کہ اس دعا کو چالیس روز میں سوا لاکھ بار کریں جس کی صورت یہ ہے کہ ہر روز تین ہزار ایک سو پچیس (۳۱۲۵) بار پڑھیں ۔ اول آخر چند بار درود شریف ضرور ہو ۔ خدا کے فضل سے شب غم کی تاریکیوں سے صبح فرح کے انوار ضیا بار ہوں گے ۔

تیسرا طریق اس کے پڑھنے کا یہ ہے ۔ کہ نماز عشاء کے بعد تاریک مکان میں بیٹھ کر ایک پانی کا پیالہ بھر کر آگے رکھ لیں ۔ اس طرح حضرت یونسؑ کے مچھلی کے پیٹ کے اندھیرے اور دریا کے پانی کا نقشہ کھنچ جائے گا ۔ اور بدن اور کپڑوں کی طہارت کے ساتھ باوضو قبلہ رخ بیٹھ کر نہایت عاجزی ، زاری ، خضوع ، اور استحضار کے ساتھ یہ دعا تین سو بار پڑھیں ۔ اور پڑھنے کے دوران میں ہر سو بار کے ختم پر پانی میں ہاتھ ڈال کر منہ اور بدن پر پھیرتے رہیں ۔ جب پڑھ چکیں تو اکتالیس بار درود شریف بھی پڑھیں ۔ اسی طرح اکتالیس روز تک یہ عمل جاری رکھیں ۔ خدا کی مہربانی سے ہموم و غموم کے بادل چھٹ کر مطلع امید نظر آجائے گا ۔ اور کوئی مشکل اور مصیبت ایسی نہیں جو دور نہ ہو انشاء اللہ الغفار ۔

فتاویٰ ثنائیہ

جس میں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے
۴۴ سالہ فتاویٰ کو فقہی ترتیب کے ساتھ اس طرح مرتب کر دیا گیا ہے
کہ عبادات و معاملات کا کوئی مسئلہ باقی نہیں رہا۔

محشی بحواشی شیخ الحدیث حضرت مولانا ابوسعید شرف الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

جلد اوّل

مرتبہ

حضرت مولانا محمد داؤد صاحب راز

ناشر

ادارہ ترجمان السنہ، ۷۔ ایبک روڈ، لاہور

فرمایا ہے بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ۔

ارسال کردہ مولانا عبدالرؤف جھنڈے نگری

سوال۔ نمد اللہ نیاز حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی پیر یا ماں باپ کی نیت سے کی جائے کیا جائز ہے؟

جواب۔ نذر غیر اللہ جائز نہیں ہے۔ نذر للہ کا ثواب میت کو پہنچانا جائز ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ (اہل حدیث جلد ۴ ص ۱۵)

حضرت سعدؓ ایک صحابی ہیں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے اپنی والدہ مرحومہ کو ایصال ثواب کرنے کے لئے ایک کنواں بنوا دیا تھا جو یہاں نام مشہور ہو گیا تھا کہ کنویں کا ثواب سعد کی ماں کے لئے ہے۔ (ثنائی)

غیر اللہ کی نمد و منت حرام ہے اور منذور یعنی جو چیز نذر کی جائے شیرینی یا فرینی کھانا ہر امیر و فقیر پر حرام ہے۔ کما بسطہ فی بحر الرائق والدر المختار وغیرھما۔ مجموعۃ الفتاویٰ مولانا عبدالحی لکھنوی مرحوم ج ۱ ص ۲۶۱ وجلد ۲ ص ۲۹۹

سوال۔ یا اللہ صدقے اپنے رسول مقبول علیہ السلام کے میری دعا قبول فرما کر کوئی بھی دعا ہے۔ کیا ایسا کہنا جائز ہے؟

جواب۔ ایسا کہنا مجھے کسی حدیث میں نہیں ملا۔ اللہ اعلم (اہل حدیث جلد ۴ ص ۱۵)

سوال۔ وَاِذْ قُلْنَا ... فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ میں استثناء متصل ہے یا منقطع کیا یہ صحیح ہے کہ ابلیس پہلے کثرت سے عبادت کیا کرتا تھا!

جواب۔ ملائکہ کے ساتھ ابلیس کو بھی سجدہ کا حکم ہوا تھا لقولہ تعالیٰ۔ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ (الاعراف) آیت کی تقدیر عبارت یوں ہے قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ وَلِاِبْلِيْسَ ط پس اس تقدیر عبارت پر استثناء متصل ہے۔ بہت سے حضرات منقطع بھی کہتے ہیں۔ ہمارے علم میں قرآن و حدیث سے ابلیس کی عبادت کا کوئی ثبوت نہیں کسی عالم سے پوچھئے۔ (اہل حدیث جلد ۴ ص ۲۷)

لہ۔ اصل میں ایسا ہی ہے۔ (ثنائی)

ارواح جمع شدند و مجلس کردند مرا فرمودند شما هم بنشینید گفتم من در مجلس نمی نشینم. فرمودند مجلس ما چون مجلس دیگر نیست دران مجلس حاضر شدم و وجد هم آنجا بود میفرمودند در اکبرآباد اثنای مراجعت از درس مرزا محمد زاهد کوچه دراز پیش آمد ابیات شیخ سعدی درا ثنای آن میخواندم و ذوق می کردم

؎ جز یاد دوست هرچه کنی عمر ضائع است ۰ جز سر عشق هرچه بخوانی بطالت است ۰ سعدی بشوی لوح دل از نقش غیر حق ۰ علمے که راه حق ننماید جهالت است ۰

مصرع چهارم از خاطرم برفت و در دل من قلق و اضطرابے ازیں سبب پیدا شد. ناگاه مردے دہری فقیر وضع بلیغ روئے از جانب یمین من بر آمد و گفت ؎ علمے که ره حق ننماید جهالت است ۰ گفتم جزاک الله خیر الجزاء چه قدر قلق و اضطراب از دل من زائل نمودی آنگاه دو دستہ قبول لبرآورده پیش آن عزیز بردم. تبسم کرد و گفت این اجر یاد داشتن است گفتم نه ولیکن شکرانه است گفت من نمی خورم آنگاه گفت مرا زود باید رفت گفتم من هم بشتاب می روم گفت شتاب تر می خواهم پس قدم بر داشت و آخر کوچه نهاد دانستم که روح مجسم است ندا کردم که برنام خود هم اطلاع دهید تا فاتحه می خوانده باشم گفت سعدی که پیشتر میفرمودند در واقعه دیدم که بر آسمان رفتم شخصے را دیدم که مرقعه بجود پیچیده است و خواب میکند رعبے از هیبت او بر دل می آمد معلوم شد که این شخص سر حلقه مجاذیب است و هر مجذوبے از وے مستمد است ظاهراً قبل زمان حضرت رسالت پناه بوده است کاتب حروف گوید احتمال دارد که آنحضرت مثالیه تربیت الهیه باشد به نسبت مجاذیب در ابتلای نسبتے که مشوش عقل و تدبیر بود. این فقیر از یاران که حاضر این واقعه بودند شنیده است که حضرت ایشان در قصبه ڈاسنه بزیارت مخدوم شیخ الله دیه رفته بودند و شب هنگام بود. دران محل فرمودند مخدوم ضیافت ما می کنند می گویند چیزے خورده روید توقف کردند تا آنکه اثر مردم منقطع شد ملال بر یاران غالب آمد. آن گاه زنے بیامد طبق برنج و شیرینی بر سر و گفت نذر کرده بودم که اگر زوج من بیاید مهمان ساختے طعام پخته به نشستگان درگاه مخدوم الله دیه رسانم درین وقت آمد نذر را ایفا کردم و آرزو کردم که کسے آنجا باشد تناول کند میفرمودند یک بار وقت سیر میکردم بمقبره بغایت مصفا رسیدم قدرے آنجا توقف کردم دران وقت بخاطر آمد که درین بقعه هیچ کس بجز من ذکر خدا نمی کند غضب این خطره مردے زد موہی گوز پشتے ظاهر شد و بزبان پنجابی سرود می گفت. حاصل مضمونش آنکه آرزوئے دیدار یار بر من غالب آمد از نغمه او متاثر شدم و بطرف

مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

مبوّب بطرز جدید

فتاویٰ عزیزی کامل

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ

باہتمام

حاجی محمد ذکی عفی عنہ

ناشر

ایچ-ایم سعید کمپنی - ادب منزل

پاکستان چوک، کراچی

سوال۔ استعانت بالارواح کا کیا حکم ہے؟

جواب۔ استعانت ارواح سے۔ اس امت میں بہت دور تک میں آئی ہے۔ عوام جہال استعانت اس طور پر کرتے ہیں کہ ارواح کو ہر عمل میں قدرت میں مستقل جانتے ہیں۔ اور ارواح کو قادر مطلق سمجھتے ہیں۔ یہ بلاشبہ شرک جلی ہے۔ اور نذر اولیاء کہ جس کا بغرض حاجت روائی معمول ہے اور اس کا رسم و دستور ہو گیا ہے۔ اکثر فقہا نے اس کو جائز نہیں رکھا ہے۔ مگر ان فقہاء نے یہ خیال کیا ہے کہ جس طرح سے اللہ تعالیٰ کو قادر مطلق جان کر اس کی نذر مانی جاتی ہے۔ اسی طرح عوام جہال ارواح کو قادر مطلق مثل خدا کے سمجھتے ہیں۔ اور ان ارواح کی نذر مانتے ہیں۔ اس لحاظ سے ان فقہا نے حکم دیا ہے کہ جو شخص ایسی نذر مانے وہ مرتد ہے۔ اور یہ کہا ہے کہ اگر نذر بالاستقلال کسی ولی کے واسطے ہو تو باطل ہے۔ اور اگر نذر خدا کے واسطے ہو اور ولی کا ذکر صرف اس خیال سے ہو کہ مثلاً اس ولی کو ثواب رسانی کی جائے گی۔ یا اس ولی کی قبر کے خدام کے مصرف میں اس نذر کا مال آئے گا تو یہ نذر جائز ہے۔ اور حقیقت اس نذر کی یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کھانا کھلا دیا جائے۔ یا مال بطور خیرات وغیرہ کے دیا جائے اور میت کی روح کو ثواب رسانی کی جائے۔ اور یہ امر مسنون ہے۔ اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

مثلاً صحیحین میں جو حال ام سعد وغیرہ کا مذکور ہے۔ اس سے یہ امر ثابت ہوتا ہے اور ایسی نذر لازم ہو جاتی ہے تو حاصل اس نذر کا یہی ہے کہ یہ نیت کی جائے کہ مثلاً کھانا کھلایا جائے گا۔ یا صدقہ خیرات دی جائے گی۔ اور اس کا ثواب فلاں ولی کی روح کو پہنچایا جائے گا۔ تو ذکر ولی کا صرف اس غرض سے ہوگا کہ یہ متعین ہو جائے کہ ثواب رسانی فلاں ولی کی روح کو کی جائے گی۔ اور یہ نیت نہ ہو کہ خاص وہ چیز اس ولی کے مصرف میں آئے گی۔ اور ایسا بھی لوگ کرتے ہیں کہ یہ نیت کر لیتے ہیں کہ وہ نذر اس ولی کے متوسلین کے مصرف میں آئے گی۔ مثلاً۔ اس ولی کے قرابت مند اور اس کی قبر کے خادم اور اس کے مریدین وغیرہ کے مصرف میں وہ مال آئے گا۔ اور بلاشبہ نذر ماننے والوں کا مقصود اکثر ایسا ہی ہوتا ہے اور ایسی نذر کے بارہ میں حکم ہے کہ یہ نذر صحیح ہے۔ اس کو پورا کرنا واجب ہے۔ اس واسطے کہ شرع میں یہ قربت

معتبرہ ہے۔ البتہ اگر اس ولی کو یہ سمجھے کہ یہ ولی بالاستقلال حل کنندۂ مشکلات ہے۔ یا یہ عقیدہ رکھے کہ اس کی سفارش سے نعوذ باللہ من ذلک مزید اللہ تعالیٰ مجبور ہو کر حاجت روائی فرمائے گا۔ تو ایسی نذر میں البتہ شرک و فساد لازم آتا ہے۔ مگر یہ عقیدہ دوسری چیز ہے اور نذر دوسری چیز ہے۔ یعنی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مطلقاً نذر منع ہو جائے۔ بلکہ جائز نذر کی جو صورت اوپر مذکور ہوئی ہے اس طور کی نذر بلاشبہ صحیح ہے۔ اور اس کو پورا کرنا واجب ہے۔

نکل جاتا ہے بال آٹے میں سے اور بدعتی عام ہے۔ خواہ خود اس نے بدعت کو اختراع کیا ہو۔ یا اس نے بدعت کو اختراع نہ کیا ہو۔ بلکہ کسی دوسرے نے اختراع کیا ہو اور یہ شخص اس بدعت کا مرتکب ہو۔ اور اس بدعت کو پسند کرے تو یہ شخص بھی شرعاً بدعتی کہا جائے گا۔ اور یہ بھی سنن ابن ماجہ میں وارد ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبَی اللّٰہُ اَنْ یَّقْبَلَ عَمَلَ صَاحِبِ بِدْعَۃٍ حَتّٰی یَدَعَ بِدْعَتَہٗ۔

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انکار ہے اللہ تعالیٰ کو اس سے کہ قبول فرمائے عمل بدعتی کا تاوقتیکہ وہ بدعتی اس بدعت کو چھوڑ نہ دے۔ اور مرتکب بدعت کے بارہ میں لفظ ضال کا حدیث میں آیا ہے۔ تو اگر بدعتی کی گمراہی اس حد تک پہنچ جائے کہ وہ کوئی ایسا فعل کرے جس کے مرتکب کے بارہ میں وعید عذاب دوزخ کی ثابت ہے تو وہ شخص شرعاً مرتکب گناہ کبیرہ ہوگا۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو وہ شخص مرتکب گناہ صغیرہ ہوگا۔ اور یہ فرق اس صورت میں ہے۔ جب بدعت کو بہتر نہ جانتا ہو۔

سوال ۔ کھانا ان چیزوں کا کیسا ہے جو تعزیہ وغیرہ پر نذر و نیاز دے جاتے ہیں اور وہ وہاں رکھ کر فاتحہ کرتے ہیں۔ اور وہاں رکھے رہتے ہیں۔ اور شب عاشورہ میں تابوت کے نیچے تحت مزامیر و تعزیہ کے رکھتے ہیں اور صبح اس کو تبرک کا تقسیم کرتے ہیں۔

جواب ۔ جس کھانے کا ثواب حضرت امامینؓ کو پہنچایا جائے۔ اور اس پر فاتحہ و قل و درود پڑھا جائے وہ کھانا تبرک ہو جاتا ہے۔ اس کا کھانا بہت خوب ہے۔ البتہ وہ کھانا تعزیہ وغیرہ کے سامنے لے جانا اور تعزیہ کے سامنے تمام رات رکھنا۔ بلکہ اصلی قبروں کے پاس بھی، ان سب امور میں مشابہت کفار اور بت پرستوں کی پائی جاتی ہے۔ اس وجہ سے اس میں کراہت ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم۔

سوال ۔ قبر پر جو شیرینی دے جاتے ہیں اور تعزیہ کے نزدیک جو شیرینی اور حلوے جاتے ہیں کہ لوگ اس کے سامنے بطریق پیشکش رکھتے ہیں۔ تو اس بارے میں صحیح اور مرجح قول آنجناب کے نزدیک کیا ہے۔

جواب ۔ مکروہ ہے۔

سوال ۔ حدیث میں آیا ہے۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُّعْبَدُ۔

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے پروردگار نہ بنانا میری قبر کو بت کہ اس کی پرستش کی جاتی ہو۔ تو قبر کا بت ہونا زائرین کے کس کس فعل کے باعث سے متصور ہوتا ہے۔

جواب ۔ وثن سے مراد یہ ہے کہ قبر کو سجدہ کیا جائے اور شرک کے دوسرے مراسم بجا لائے جائیں۔

سوال ۔ مسلمانوں کی قبر پر جو سبز ٹہنی یا پھول اور خوشبو رکھتے ہیں تو یہ سنت ہے یا مستحب یا بیفائدہ اسراف ہے یا مباح ہے کہ اس میں نہ کچھ نفع ہے اور نہ کچھ ضرر ہے جو بھی شرعی دلیل سے ثابت ہو بیان فرمائیں۔

جواب ۔ حدیث میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ایک مرتبہ دو قبروں کے پاس سے

رفیع الدرجات ذو العرش یلقی الروح من امره علی من یشاء من عباده

صاحب اور تحفے دو جہان کا - مالک تحفہ کا - اور وارث ہے جیسا کہ آپ اپنے علم سے جو چاہے ...

الحمد للہ کہ مجموعہ متبرکہ تالیف شریف زبدۃ المحققین عمدۃ المدققین ... سند المفسرین سید محمد محدثین حافظ آیات رب العالمین حضرت ... رفیع الدین صاحب خلف ثانی ... حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ...

مجموعہ رسائل

۱۳۱۲

برائے فائدہ ... عام ... معتقدین ... خاندان ... خاکسار ... سید ظہیر الدین ... سید احمد ... بن ... مولوی سید ناصر الدین دہلوی نقشبندی غفر اللہ ...

در مطبع احمدی واقع دہلی ... محلہ ... عقب مدرسہ ... مطبوع گردید

صراطِ مستقیم فارسی

یعنی

ملفوظات حضرۃ الامام السید احمد شہید بریلوی قدس اللہ روحہٗ

۱۲۱۱ھ ——— ۱۲۴۶ھ

جمع و ترتیب

- سید محمد اسماعیل شہید علیہ الرحمۃ
  م ۱۲۴۶ ہجری
- مولانا عبد الحی بڈھانوی علیہ الرحمۃ
  م ۱۲۴۳ ہجری

المکتبۃ السلفیۃ شیش محل روڈ لاہور ۲

رسالہ نذور بزرگان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و شکر رب العزت و درود و سلام بر خاتم النبوت و بر متوسلان جناب از اہل بیت و اہل صحبت میگوید بندہ مسکین محمد رفیع الدین الحقہ اللہ بسلفہ الصالحین این کلمات است در باب نذورے کہ بر مزارات اولیا مے آرند مشتمل بر چند مسئلہ +

مسئلہ اول آنکہ لفظ نذر کہ اینجا مستعمل مے شود نہ بمعنی شرعی است کہ ایجاب غیر واجب است از جنس عبادات مقصودہ بطریق تقرب الی اللہ بلکہ بمعنی عرفی است چہ عرف آنست کہ آنچہ پیش بزرگان مے برند نذر و نیاز میگویند آرے نذر شرعی قسمے از ان گاہے می باشد و حکم نذر این است کہ اگر بتحقیق محض برای اولیاست حرام است کہ وارد شدہ است لا نذر لغیر اللہ و نیز قضاے حاجت باستقلال از کسی خواستن و او را مالک نفع و ضرر خود اعتقاد کردن نوعے از شرک اکبر بصورت است نہ در نیت حقیقت و واقع بر یکے از سہ وجہ مباح است **وجہ اول** آنکہ خالص برای خدا تعالی است و ایشان مصرف محض اند گویا میگوید الٰہی اگر مراد من حاصل شود نذر تو بر خدام آن صالح رسانم **وجہ دوم** آنکہ ایشان را شفیع سازد گویا می گوید یا حضرت در جناب الٰہی برای این مشکل دعا بکنید اگر این مراد حاصل شود از طرف تو در جناب الٰہی اینقدر طعام یا نقد رسانم تا ثواب این عائد بشما شود و این معنی جواز وارد چرا کہ جناب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امیر المومنین علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ را وصیت فرمودہ کہ تا زندہ باشی از طرف من قربانی کردہ باشی و سعد بن عبادہ را فرمود چاہے بناکن

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

شمائم امدادیہ

اردو ترجمہ

نفحات مکیہ من مآثر امدادیہ

بجمیعہ

حضرت مولانا شاہ حاجی محمد امداد اللہ صاحب مہاجر مکی حنفی چشتی قادری نقشبندی سہروردی

کے حالات مبارکہ، ملفوظات اور تصوف سے سرشار مضامین کا مجموعہ

ناشران

کتب خانہ شرف الرشید شاہ کوٹ "ضلع مغربی پاکستان"

حضور قبر یا غیبت آں بنفسی که از جناب رسالت مآب صلی الله علیه وسلم مروی و ثابت شده بهمان وضع اگر از قوم
آید افضل است و الا وضع دیگر مثلاً آنجناب صلی الله علیه وسلم در شب برات تنها بے اطلاع یاران خود در بقیع تشریف
برده اند و دعا فرموده اند و کسی را از صحابه امر نفرموده اند که درین شب بر مقابر باید رفت و دعا باید کرد چه جائیکه تاکید و تا
پس بهر حال اگر کسی اتباع پیغمبر صلی الله علیه وسلم منظور داشته در شب برات بر مقبره جمع صلحا نموده و عیدها فرو گذاشته آنچه
پیغمبر صلی الله علیه وسلم الزام کردن نمی رسد لیکن این قدر باید فهمید که این امر شده برسم انجا رسیده حقیقت کار
باقی نخواهد ماند و مثال موضع این بیان است مسئله فقهیه که جماعت نفل مکروه نیست اگر تداعی باشد مکروه است
مسنون و دیگر سنن و دعا پس مروی از ان کنند جاری است که حضرت رسالت پناه سعد بن عباده را التماس نمود
فوت شده برای آنکه من نیابت اگر می یافت وصیتی میکرد پس برای وی اگر چیزی بکنم نفع بوی خواهد رسید فرمودند که چاه
بکن که برای مادر سعد است و خواندن سوره یس است که بتقیید روز جمعه و زیارت قبر والدین امر شده و حضرت عائشه صدیقه
رضی الله عنها از طرف برادر خود یعنی عبدالرحمن رضی الله تعالی عنه بعد وفاتش برده ها آزاد کرده و بر همین قیاس
عبادات مالیه پس هر عبادتیکه از مسلمان ادا شود و ثواب آن بروح کسی از گذشتگان برسانند و طریق رسانیدن آن
خیر بجناب الهی است پس این خود البته بهتر و مستحسن است و اگر آنکس که صواب بروحش میرسانند از اهل حقوق اوست
به استحقاق وی [illegible] رسانیدن این ثواب زیاده بهتر خواهد شد پس خوبی این قدر امر از امور مرسومه فاتحه ها و اعراس و نذر و نیاز
شک و شبهه نیست و تعیین اوقات و تقسیم طعام و وضع آن و تناول کنندگان هم از قبح خالی نیست آری خرابات بعضها
بعضی در مرتبه قبح تفاوت بسیاری است صرف تعیین التزام مالا یلزم است که حالش شرح کرده شد و اما بسبب تعیین
وقت غلطیهای بسیار هم دینی و هم دنیوی پیش می آید نیت خالصه باقی نمی ماند بلکه احیاناً [illegible] عبادت نمی
صرف بجهت نام و نشان دنیا و وضع طعن و تشنیع مردمان بخوف خجالت [illegible] پیش بینیها بعمل می آید
در جائیکه نام نهاده اند صلاحیتی آید و بنیان [illegible] مجالس [illegible] کامل [illegible]
[illegible] سلطنت شاه جهان آباد و سلطنت مجازی است درین زمانه که اول [illegible] حقیقت
[illegible] در سلطنت نمانده [illegible]
[illegible]

گفتگو میں میں نے کہا کہ مقصود تحصیلِ علم سے اگر صرف جاننا ہے تو مسجدیں منہدم کر کے مدارس بنوانے چاہئیں مولوی صاحب ساکت ہو رہے یوں ہی دیر تک گفتگو رہی میں مختصر جواب دیتا رہا بعدہٗ تمام رات مولوی صاحب بے قرار رہے اور میں پشیمانی میں گرفتار رہا مجھ کو زیبا نہ تھا کہ عالم سے مقابلہ کروں صبح کو مولوی صاحب نے آدمی بھیج کر صلح کر لی افسوس کہ اب میرے دوستوں سے کوئی نہیں رہا۔ جب مثنوی شریف ختم ہو گئی بعد ختم حکم شربت بنانے کا دیا اور ارشاد ہوا کہ اس پر مولانا مرحوم کی نیاز بھی کی جائے گی۔ گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت بٹنا شروع ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ نیاز کے دو معنی ہیں ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسروں کے واسطے نہیں ہے بلکہ ناجائز و شرک ہے دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا یہ جائز ہے لوگ انکار کرتے ہیں اس میں کیا خرابی ہے اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہئے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کیا جائے ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے جیسے قیام مولد شریف اگر بوجہ آنے نام آنحضرت کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے جب کوئی آتا ہے تو لوگ اس کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں اگر اس سردار عالم و عالمیان روحی فداہ کے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا۔ ایک شخص نے اجمیر شریف کہا دوسرے نے کہا اجمیر، اجمیر ہے شریف کیونکر ہو گیا اس نے جواب دیا کہ تمہارا افراج تو شریف کہا جاتا ہے اس پر خوش ہوتے ہو اور منع نہیں کرتے ہو اور اجمیر کی شرافت کہ مقبولان الٰہی کی وجہ سے پیدا ہوئی (شرافت) اس کا ایسا انکار جب منکر نکیر قبر میں آتے ہیں مقبولان الٰہی سے کہتے ہیں کہ نَمْ کَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ عرس کہ رائج ہے اسی سے ماخوذ ہے اگر کوئی اس دن کو خیال رکھے اور اس دن میں عرس کرے تو کونسا گناہ لازم ہوا مولانا محمد اسحٰق صاحب عشرہ محرم کے دن بادشاہ کے پاس تشریف لے گئے بادشاہ چونکہ سونے کے کپڑے پہنے تھا آستین سے بند کر لیا اور جب تک مولانا بیٹھے رہے مؤدب بیٹھا رہا اس مجلس میں سرِ شہادتین پڑھی جاتی تھی ایک خادم نے کہا کہ اگلے بادشاہ درویش ہوتے تھے فرمایا کہ بادشاہ دراصل وہی ہے جو گدا ہو ؂

گدا بادشاہ است و نامش گدا

البتہ اہل ہنود مولد شریف میں اکثر ایسے اشعار پڑھتے ہیں جن میں پیغمبروں کی اہانت ہوتی ہے یہ

دیا جانا ضروری ہے اور جو مال اس شخص نے مسجد پر صرف کیا ہے اس کے اجر و ثواب سے محروم نہیں رہے گا۔ ان شاء اللہ۔

(۵) کتاب و سنت کے ساتھ مخلصانہ وابستگی کی بناء پر اہلحدیث نام کے اطلاق کا جواز ہے۔ لا مشاحۃ فی الاصطلاح۔

کئی ایک محدثین عمل بالحدیث کی بناء پر اہل بدعت کے بالمقابل اس لقب سے موسوم تھے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتاب شرف اصحاب الحدیث۔

قرآن میں المسلمین بطور تسمیہ صفت بیان ہوا ہے جس سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہم مسلمان متصف ہیں۔ ورنہ تو لازم آئے گا حافظ عبدالغفور نام رکھنا بھی ناجائز ہو جس کا کوئی بھی قائل نہیں۔

سوال نمبر ۱:۔ کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ صحابی کے نام کے علاوہ کسی ولی اللہ کے نام کے ساتھ استعمال کئے جا سکتے ہیں؟ کیونکہ علامہ سید رشید الدین شاہ المعروف بصاحب العلم الثالث مرحوم کی ملفوظات جو ان کے خاص خادم جامع (مرید) قاضی فتح محمد نظامانی مرحوم نے بنام "تحفۃ المحبین" (قلمی) میں ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ (یاد رہے کہ اس کا قلمی نسخہ سعید آباد سندھ میں سید بدیع الدین شاہ راشدی کی لائبریری میں موجود ہے) اس کے نقل نمبر ۶ میں درج ہے کہ حضرت مرشد کریم رضی اللہ عنہ کے پاس عرب ملک سے شہد کے دو ڈبے لائے گئے۔ ان ڈبوں میں ایک میں سے ایک مرا ہوا چوہا نکلا۔ پھر آپ کریم نے فقہی روایت کے موجب شہد میں پانی ڈلوایا اور اس کو آگ پر ابالا گیا۔ یہ عمل دو تین مرتبہ کیا گیا۔ شاید پاک کے ارادے سے کیا ہو۔ پھر فتح محمد صاحب لکھتے ہیں کہ اچانک میں بھی وہاں پہنچ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ اس شہد کے شربت میں سے ایک گھونٹ پی چکے ہیں۔ میں نے حضور سے عرض کیا یہ شہد کسی حالت میں بھی پاک نہیں ہوگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پیش کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر جمے ہوئے گھی میں چوہا گر کر مر جائے تو وہ چیز وہاں جگہ کاٹ کر پھینک دی جائے۔ اگر گھی جما ہوا نہ ہو بلکہ پانی کی صورت میں ہو تو اس کے قریب نہ جاؤ۔ گرد یا جلانے یا کسی دوسرے کام میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ پھر آپ نے احادیث کی کتب منگا کر، حدیث شریف کے الفاظ دیکھ کر شہد کا پورا ڈبہ پھینک دیا اور جو گھونٹ پی لیا تھا اس کے متعلق افسوس کا اظہار کیا۔

(بدیع التفاسیر، مصنف سید بدیع الدین شاہ راشدی۔ ج ۳، ص ۴۴۵)

جواب:۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ۔ ترجمہ: اور جنہوں نے نیکوکاری کے ساتھ ان کی پیروی کی اللہ ان سے خوش ہے اور وہ اللہ سے خوش ہیں۔ سورۃ التوبہ: آیت ۱۰۰ کے پیش نظر غیر صحابی پر بھی رضی اللہ عنہ کا اطلاق ہو سکتا ہے۔

سوال نمبر ۲:۔ پاکٹ سائز قرآن پاک جیب میں رکھ کر کوئی شخص رفع حاجت کے لئے بیت الخلاء میں جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:۔ قرآن مجید باہر رکھ کر بیت الخلاء میں داخل ہونا چاہیئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ذکر سے منقوش انگوٹھی کو اتار کر بیت الخلاء میں داخل ہوتے۔ سبل السلام (۱/۷۲)۔

یہ کتاب مولانا المولوی محمد یحییٰ صاحب تاجر کتب گنگوہ ضلع سہارنپور سے بھی مل سکتی ہے

تذکرۃ الرشید

حصہ اول

جسکو

باامتثال امر صاحبزادہ حضرت مولانا الحافظ الحکیم مسعود احمد صاحب ادام اللہ ظلہ

(و تکمیل ارشادات)

سید المحدثین حضرت مولانا المولوی محمود حسن صاحب دیوبندی و قدوۃ الافاضل حضرت مولانا المولوی عبد الرحیم صاحب رائپوری و سند الکاملین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب انبہٹوی

بندہ ضعیف

عاشق الٰہی عفی عنہ نے جمع اور مرتب کیا اور حضرت مولانا الحافظ محمد احمد و مولوی خلیل احمد صاحب نے اول تا آخر بالاستیعاب ملاحظہ کر لیے بعد طبع ... شیر ... مرتب

صرف ماشاء اللہ مطبع میرٹھ میں باہتمام ... مالک و مہتمم چھپوایا

بلا اجازت مولف کوئی صاحب قصد طبع نہ فرماویں

سمجھ جس درجہ کے قابل اُستاد کی تمنی تھی وہ آپ کے ہاتھ لگ گئے ۔ قابل اُستاد کا قاعدہ ہے کہ ذکی
ڈھونڈھتا ہے اور سمجھدار طالبعلم کا دستور ہے کہ قابل اُستاد کی ٹوہ لگاتا ہے اسلئے ہر دو جانب سے
کے سامان پیدا ہوگئے اور مولانا محمد قاسم صاحب و مولانا رشید احمد صاحب رضی اللہ عنہما چند روز
بعد ایسے ہم سبق بنے کہ آخرت میں بھی ساتھ نہ چھوڑا۔

اس زمانہ کے دیکھنے والے متفق اللسان اس بات کے قائل ہیں کہ حق تعالیٰ نے فلک علم کے
وہ ذکاوت عطا فرمائی تھی کہ میر زاہد۔ قاضی۔ صدرا۔ شمس بازغہ ایسا پڑھا کرتے تھے جیسے حافظ منزل
تے کہیں کوئی لفظ دریافت کرنا ہوتا تو دریافت کر لیتے تھے باقی ترجمہ تک بھی نہیں کرتے تھے۔ مولانا
دوسرے شاگردوں کو یوں خیال ہوتا تھا کہ کچھ سمجھتے سمجھاتے نہیں یوں ہی ورق گردانی کرتے اور کتاب
ختم کر لینے کا نام چاہتے ہیں چنانچہ کسی نے حضرت مولانا سے کہہ بھی دیا مگر مولانا مملوک العلی صاحب
یہ جواب دیا کہ "میاں میرے سامنے طالب علم بے سمجھے چل نہیں سکتا" اور واقعی اُستاد الکل حضرت
مرحوم کے سامنے بے سمجھے طالب علم کا چلنا مشکل بھی تھا کیونکہ مولانا طرز عبارت سے سمجھ لیتے تھے
مطلب سمجھا ہوا ہے یا نہیں ؟

حضرت قدس سرہ اپنے ہم عمروں اور ہم سبقوں میں ہمیشہ سب سے زیادہ ممتاز اور سر آوردہ رہے
ذہانت و صلاحیت خداداد کے باعث ہر اُستاد کی آپ پر نظر عنایت و شفقت رہی یہانتک کہ اگر کبھی کسی
کے باعث آپ درس میں تشریف نہ لاتے تو شفیق اُستاد قیامگاہ پر جاتے اور بیمار ہوتے تو عیادت فرمایا کرتے
تھے۔ غرض چند سال دہلی میں رہکر آپنے سب علوم درسیہ کی تکمیل بوجہ احسن کی دہلی میں علوم عقلیہ
انتہا آپکے دوسرے اُستاد جناب مفتی صدرالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ البتہ حدیث آپنے قدوۃ
قدوۃ الاصفیا حضرت مولانا المولوی شاہ عبدالغنی صاحب مہاجر مدنی قدس سرہ العزیز سے پڑھی۔ شاہ رحمۃ اللہ
بڑے پایہ کے شخص تھے علم ظاہری و باطنی میں شہرۂ آفاق۔ علماء و صلحاء میں زبدہ و خلاصہ مشہور فقیہ اور
محدث تھے۔ صحاح میں ابن ماجہ کا تحشیہ بنام انجاح الحاجہ شاہ صاحب ممدوح ہی کا ہے آپ نے
سے چند سال قبل غدر کے قصہ میں ہندوستان سے ہجرت فرما کر مدینۃ المنورہ کو جائے قیام بنایا اور اکثر حرم
میں مستغرق و مراقب رہتے تھے تادباً خائف و ترساں روضۂ اطہر سے کچھ فاصلہ پر بیٹھتے اور زائرین
غل مچانے پر یکدم کانپ اُٹھتے اور نہایت آہستہ آواز میں یوں فرمایا کرتے " صاحبو شور نکرو دیکھو رسول

دیا جانا ضروری ہے اور جو مال اس شخص نے مسجد پر
صرف کیا ہے اس کا اجر و ثواب سے محروم نہیں
رہے گا۔ اِن شاء اللہ۔

(۵) کتاب و سنت کے ساتھ مخلصانہ وابستگی کی بنا پر
اہلحدیث نام کے اطلاق کا جواز ہے۔ لا مشاحۃ
فی الاصطلاح۔

کئی ایک محدثین عمل بالحدیث کی بنا پر اہل بدعت کے
بالمقابل اس لقب سے مرسوم تھے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو
کتاب شرف اصحاب الحدیث۔

قرآن میں المسلمین بطور تسمیہ صفت بیان ہوا ہے جس سے
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ جملہ مسلمان متصف ہیں۔ ورنہ تو لازم آئے
گا حافظ عبد الغفور نام رکھنا بھی ناجائز ہو جس کا کوئی بھی
قائل نہیں۔

سوال نمبر ۱:- کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ
صحابی کے نام کے علاوہ کسی ولی اللہ کے نام کے ساتھ
استعمال کئے جا سکتے ہیں؟ کیونکہ علامہ سید رشید اللہ شاہ
المعروف بصاحب العلم، الثالث مرحوم کی ملفوظات
جو ان کے خاص خلیفہ حاجی (مرحوم) قاضی فتح محمد نظامانی
مرحوم نے بنام "تحفۃ الحبیبۃ" (قلمی) میں ایک واقعہ
بیان کیا ہے۔ (یاد رہے کہ اس کا قلمی نسخہ سعید آباد سندھ
میں سید بدیع الدین شاہ راشدی کی لائبریری میں موجود
ہے) اس کے نقل نمبر ۶ میں درج ہے کہ حضرت
مرشد کریم رضی اللہ عنہ کے پاس عرب ملک سے
شہد کے دو ڈبے لائے گئے۔ ان ڈبوں میں ایک میں سے
ایک مرا ہوا چوہا نکلا۔ پھر آپ کریم نے نجس رعایت کے
مرجب شہد میں پانی ڈلوایا اور اس کو آگ پر ابالا گیا۔
یہ عمل دو تین مرتبہ کیا گیا۔ شاید پاک کے ارادے سے
کیا ہو۔ پھر فتح محمد صاحب لکھتے ہیں کہ اچانک میں بھی
وہاں پہنچ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ اس شہد کے
شربت میں سے ایک گھونٹ پی چکے ہیں۔ میں نے حضور
سے عرض کیا یہ شہد کسی حالت میں بھی پاک نہیں ہوگی
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پیش کی۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر جمے ہوئے گھی
میں چوہا گر کر مر جائے تو وہ پلیدی والی جگہ کاٹ کر
پھینک دی جائے۔ اگر گھی جما ہوا نہ ہو بلکہ پانی کی
صورت میں ہو تو اس کے قریب نہ جاؤ۔ مگر دیا جلانے
یا کسی دوسرے کام میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ پھر
آپ نے احادیث کی کتب منگا کر، حدیث شریف
کے الفاظ دیکھ کر شہد کا پورا ڈبہ پھینک دیا اور جو گھونٹ
پی لیا تھا اس کے متعلق افسوس کا اظہار کیا۔

(بدیع التفاسیر، مصنف سید بدیع الدین شاہ
راشدی۔ ج ۳۔ ص ۲۳۵)

جواب:- ارشاد باری تعالیٰ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ۔ ترجمہ۔ اور جنہوں نے نیکوکاری کے
ساتھ ان کی پیروی کی اللہ ان سے خوش ہے اور وہ اللہ سے
خوش ہیں۔ سورۃ التوبۃ: آیت ۱۰۰ کے پیش نظر غیر صحابی
پر بھی رضی اللہ عنہ کا اطلاق ہو سکتا ہے۔

سوال نمبر ۲:- پاکٹ سائز قرآن پاک جیب میں رکھ
کر کوئی شخص رفع حاجت کے لئے بیت الخلاء میں
جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- قرآن مجید باہر رکھ کر بیت الخلاء میں داخل
ہونا چاہیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ذکر سے منقوش انگوٹھی
کو اتار کر بیت الخلاء میں داخل ہوتے۔ سبل السلام (۱/ ۷۳)۔

آپ کے دینی مسائل

جائز کاموں کے لیے وی سی آر کا کاروبار جائز ہے

مولانا عبد الرحمن

ثمینہ ناز ...... گجرات

س ا...... جس چیز پر ختم دیا جاتا ہے کیا اس کا استعمال کرنا جائز ہے

ج ...... جائز ہے

روزنامہ جنگ لاہور جمعہ میگزین

۱۴ر تا ۲۰ر نومبر ۱۹۸۶ء ص: ۱۷

روزنامہ جنگ جمعہ میگزین، ۱۴ تا ۲۰ نومبر ۱۹۸۶ء ص ۱۷

مولوی عبدالرحمٰن دیوبندی کا فتویٰ، محفلِ میلاد کی شیرینی کھانے سے منہ بسورنے والے دیوبندی پڑھیں اور آئندہ ختم کی چیز کھانے سے انکار کر کے اپنے مسلک کی مخالفت نہ کریں۔